فہرست مضامین

چہ گویم باز گرد آئی چہ در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے صر (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ؎

نمبر ۸ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۳ محرم سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

ایک ضروری اور نہایت ضروری گذارش

ایک بار ضرور پڑھ لین

الحکم کا ہر خریدار از رہ کرم میری اس گذارش کو ایک مرتبہ ضرور پڑھ لے کیونکہ اس پر عمل کرنے سے بہت سا وقت اور خط و کتابت کا صرف بچ رہے گا۔

اسلئے بارہا الحکم کے ذریعہ اپنے کرمفرما ناظرین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی ہر قسم کی خط و کتابت مین جو اخبار کے متعلق ہو اپنی خریداری کا نمبر رجسٹر درج کردیا کرین مگر اکثر اسکی پروا نہین کیجاتی اسلئے آئندہ کیلئے یہ بخوبی یاد رکھین کہ جس خریدار کے خط پر نمبر رجسٹر خریداری درج نہوگا۔ مطبع اسکی تعمیل نکرنے پر مورد الزام نہ ٹھیرایا جاوے۔ مطبع معذور ہوگا کہ اسکی تعمیل نکرے۔ یہ یاد رہے کہ رجسٹرڈ ایل ۴۷ کے لکھنے کی حاجت نہین بلکہ وہ نمبر دینا چاہئے جو چٹ پر نام کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔

۲۔ ناظرین الحکم کو معاملہ کی غلط فہمیون سے بچانے اور مطبع کو مالی مشکلات اور حساب کی سہولیت اور درستی کی خاطر یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ جس خریدار کی داخلشدہ رقم مطبع ذاتی طور پر یا اوس کی خوش معاملگی سے واقف ہو اور پسند کرے تو قیمت پیشگی وصول نہوگی اس کا نام رجسٹر خریداران سے خارج کر دیا جاوے۔ پس جن صاحبان کے ذمہ بقایا سابقہ ہے یا اس سال کا چندہ باقی ہے اگر وہ کوئی اطلاع اس امر کی نہ دین گے کہ فلان وقت انکی قیمت وصول کی جاوے تو مطبع ہر وقت بذریعہ وی پی اپنے قیمت وصول کرنیکا مجاز ہوگا پھر وہ اگر انکار کرین گے تو ہر جانہ وی پی ان سے لیا جاوے گا اور اخبار ان کے نام بند کر دیا جاوے گا۔ اس لئے مطبع کی طرف سے وی پی جاری ہو رہے ہین لیکن واپس کنندون کے اخراج نام کا عملدرآمد کم اپریل سے ہوگا اسلئے کسی دوسری اطلاع کی ضرورت نہوگی۔ جس صاحب کو حساب مین کوئی شبہ ہو وہ وی پی بحالت رکھکر فیصلہ کر سکتا ہے۔

۳۔ مطبع کی جدید یا مطبوعہ کتابون کے لئے بعض اس بنا پر کہ اکثر خریدارون نے بارہا خواہش کی تھی کہ ان کے نام ہر شایع شدہ کتاب بذریعہ قیمت طلب بھیجی جاوے ؟ یہ انتظام کیا گیا ہے کہ چونکہ ہر کتاب عموماً اس قدر چھاپی جاوے گی جس قدر اس کے خریدار ہونگے بعض صورتون مین کچھ زائد چھپینگی اسلئے جو صاحب اس سلسلہ مین شریک ہونا چاہین وہ بڑی خوشی سے اطلاع دیدین تاکہ ان کی سہل انگاری سے مطبع ان کو خریدار سمجھ سے اور پھر وہ کتاب واپس کرین یا مطبع پر اعتراض جن احباب نے آج تک اطلاع دیدی ہے انکے نام کے سامنے یہ نوٹ کرلیا ہے۔

۴۔ تفسیر القرآن ماہواری سلسلے کے تین نمبر شایع ہوچکے ہین اور ان خریدارون کے نام جو پہلے سے درج رجسٹر تھے ۱۲؍ کا وی پی بھیجا گیا ہے بعض نے بجائے پہلے دو نمبرون کو بھیجے ہوئے ہین یہ وی پی پیکٹ واپس کیا ہے وہ براہ کرم ۸؍ پہلے دو نمبرون کی قیمت ارسال فرماوین۔ جن احباب نے قیمت سالانہ دیدی ہوئی ہے ان کی قیمت اس ماہوار سلسلہ مین وضع ہوگی۔ چونکہ فروری کی اشاعت سے تقطیع بدل دی ہے اور دوسری جلد شروع ہوگی درستی حساب کے لئے پچھلا حساب صاف کر دیا گیا ہے۔

۵۔ بارہا اطلاع دیگئی ہے کہ تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کے اگر اوراق باقی کسی شخص کو نہین پہنچے وہ منگوالے۔ آخری اطلاع دی جاتی ہے کہ اخیر مارچ ۱۹۰۵ء کے بعد پھر کوئی شخص اعتراض کریگا کہ مجھے نہین ملے تو مطبع ذمہ دار نہوگا۔ دفتر ملیکہ وہ الحکم کا خریدار نہو) اپنی طرف سے مین اوراق سب کو دیچکا ہون۔

۶۔ اخبار کی عدم رسی کی شکایت اس ہفتہ کے اندر آوے جس ہفتہ کا اخبار ہے اس کے بعد یہ عذر قابل سماعت نہوگا۔ اور اگر متواتر کسی کو دو چار نمبر نہ پہونچین تو براہ راست اپنے ڈاکخانہ کے اعلے افسر کو شکایت کرے۔

۷۔ اخبار یا اس کے کارخانہ کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت محمد یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک الحکم قادیان کے نام سے ہو۔ اور اخبار کی قیمت کے ہمراہ دوسرے فنڈز کی رقوم ہرگز نہ بھیجی جاوین بعض اوقات حساب مین غلطیان واقع ہو جاتی ہین خصوصاً ایسی حالت مین کہ کوئی خط اور تفصیل ساتھ نہ ہو

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

اطلاع۔ افریقہ سے کسی شخص کا ایک روپیہ دفتر الحکم مین کسی کتاب کیلئے اگست گذشتہ مین بھیجا جانا ظاہر کیا گیا ہے مگر اس خط پر کوئی پتہ درج نہین رہا وہ صاحب اطلاع دین یعنے اپنا مفصل پتہ اور نام کتاب لکھین۔

ایڈیٹر

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپا

(۱۹) موزوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں اور یا مخصوص بالکل سوتی موزوں پر خواہ مہین ہوں۔ یا موٹے ڈبل۔ سکے واسطے بھی حوالہ کی ضرورت ہے۔

(۲۰) مثنوی شریف حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ و دیوان حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ یہ کیسی کتابیں ہیں۔

(۲۱) کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک سب اولیاء اللہ کے گردنوں پر رکھا ہوا ہے۔

(۲۲) فاتحہ تیجہ وغیرہ اور مولود شریف یا گیارھویں یا عرس کرنا کیسا ہے۔

(۲۳) کتاب تذکرۃ الاولیا حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی اور اخبار الاخیار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی کی اور احیاء العلوم مستند کتب ہیں یا نہیں۔

(۲۴) مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً کو یثرب کے لقب سے استعمال کرنا کیسا ہے۔

(۲۵) دلائل الخیرات کے پڑھنے کے واسطے اجازت وغیرہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۲۶) سوائے مسلمانوں کے اور غیر مذہب کے لوگوں کو سلام کرنا کیسا ہے اور اگر وہ خود سلام کریں تو ان کو کن الفاظ میں جواب دینا چاہیے۔

(۲۷) ابہام کو بوسہ دینا اسوقت جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یا اور کسی وقت لیا جاوے اور مولود شریف میں قیام کرنا کیسا ہے۔

امید ہے کہ ان سب سوالوں کا جواب مفصل مدلل بحوالہ قرآن و حدیث و کتب فقہ و اقوال فقہا تحریر فرمائیں کہ تسکین ہو۔ فقط بینوا و توجروا۔

الملتمس آوارۂ دشت گمنامی عبدہ
شمس الدین احمد سید مقبول حسین
وصل حنفی قادری رزاقی بلگرامی
عاملہ اللہ تعالیٰ بلطفہ السامی و غفر اللہ
تعالیٰ ذنوبہ بجاہ نبیہ التہامی۔
مقام قادیان ضلع گورداسپور

نورالدین ۵ مارچ ۱۹۰۵ء

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بجواب گرامی نامہ عرض ہے۔ ان مسائل جزئیہ میں میری اپنی تحقیق یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کا مجموعہ عمل در آمد میں ضرور ہے مثلاً موطا۔ بخاری اور زیادہ سے زیادہ صحیح مسلم و ابوداؤد۔ ایک مومن متقی کے لیے جیسی اس کی تعداد ہے سہل الحصول ہے۔ اس سے زیادہ ایک ہو سکتا ہے۔ عملی حصہ میں اس کی ضرورت نہیں۔ ہاں عقائد و اصول کی باتوں پر اور طریقہ سے توجہ کرنی چاہیے۔ جو غالباً بلکہ یقیناً بھی قرآن کریم اور صحیحین بلکہ صحیح بخاری سے حاصل ہو سکتا ہے۔

مکرم بندہ! ان مسائل جزئیہ میں علماء کا اختلاف ہے جن کو آپ نے دریافت فرمایا پس جو امر میرے نزدیک ان مسائل میں محقق ہے اسکو میں نے بیان کر دیا ہے۔ اور ایسے مسائل میں زیادہ کد و کاوش کی ایک متقی عامل کو ضرورت نہیں۔

ان مسائل میں سے مثلاً رفع یدین ہے سو اثر رفع یدین کرنا قوی ہے۔ اسکے مقابل کے دلائل میرے نزدیک وہ قوت نہیں رکھتے جو رفع یدین کے دلائل بالمقابل شوکت رکھتے ہیں۔ مگر مخالف دلائل ہیں ضرور ان کا انکار نہیں ہو سکتا۔

ہاں الحمد شریف خلف الامام جیسے خصوصیت سے پڑھنا ثابت ہے نہ پڑھنا فاتحہ کا خصوصیت سے ثابت نہیں پس پڑھنا بڑی ترجیح رکھتا ہے اور نماز میں ہاتھ سینہ پر کی روایت صحیح ہے اور تحت سینہ کی ضعیف اور بعض مسائل تو ایسے ہیں کہ مخالف پر دلیل ہی نہیں۔ مثلاً اذان عند الخطبہ امام کے سامنے چاہیے۔ جمعہ کی شرائط بیعت خاندانہائے خاصہ (چشتیہ۔ سہروردیہ وغیرہ وغیرہ) اور بعض مسائل پر سوائے فطرۃ سلیمہ کون تمیز کرا دے۔ مثلاً علماء میں قابل فتویٰ کون کون ہے۔

بعض مسائل اس قسم کے ہیں کہ جب قوم میں تنزل و ادبار شروع ہوتا ہے اور ہر ایک فرد اپنی اپنی ابتلاؤں میں حیران و پریشان ہوجاتا ہے تو الغریق یتشبث بکل حشیش۔ کبھی بت پرستوں کے مزاروں کو حاجت روائی کا ذریعہ بناتا ہے اور کبھی حزبوں سیفیوں کو کہیں مریدوں کو تعویذ گنڈے سے بنا دیتا ہے کہ آخر کچھ تو ملے اسی طرح فاتحہ تیجہ روٹی کو ذرائع ہیں اس قوم کے لیے جو تباہ ہو گئی ہے اور رسم بن گئی ہے اور اسلام سے وحدت کی روح نکل گئی۔

بڑے بزرگوں کے ہاتھ پر دینے کی ضرورت اسوقت ایجاد ہوئی جب پیروں میں حقیقی قوت نہ رہی۔؟

جناب من! یاد رکھیں کہ اختلاف کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختلاف تضاد اور دوسرا اختلاف انواع احادیث صحیحہ میں اور دلائل قویہ میں۔ اختلاف انواع تو ہوتا ہے مگر اختلاف تضاد نہیں ہوا کرتا مثلاً کوئی نہیں دکھا سکتا کہ قرآن کریم میں ایک دفعہ تو حکم ہوا ہو کہ فلاں خاص کام ضرور کرو پھر دوسرے وقت کہا گیا ہو کہ فلاں کام ہرگز نہ کرنا۔ عام طور پر احادیث میں حکم ہو کہ فلاں کام ہر شخص ضرور کرے اور پھر کہا گیا ہو کہ کوئی کبھی یہ کام نہ کرے اور یہ کیا اختلاف ہو کہ عشاء میں حضرت نبی کریم نے والشمس اور والتین پڑھی۔ اور ایک شخص روایت کرتا ہے کہ انا انزلنا اور واللیل پڑھی کیونکہ مسنون بار بار عشاء کی نماز پڑھی اور کبھی کبھی کوئی سورۃ پڑھی اور کبھی کوئی سورۃ۔

جناب من! یہ طریق ہزاروں مسائل کو حل کر دیتا ہے۔ اور بعض مسائل تو خواہ مخواہ لوگوں نے مسائل شرعیہ بنا لیے ہیں حالانکہ وہ ہرگز شرعی مسائل نہیں۔ بلکہ یوں ہی غیر ضروری امور ہیں جنکو شرعاً نفیاً و اثباتاً کوئی تعلق نہیں۔

الجواب

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکونا بحذو منکبیہ ثم یکبر فاذا اراد ان یرکع رفعہما مثل ذلک و اذا رفع راسہ من الرکوع رفعہما کذلک۔ وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد۔ متفق علیہ (بخاری و مسلم) فما زالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ۔ اخرجہ البیہقی پس جواز رفع یدین میں کوئی کلام نہیں گو ابن مسعود سے عدم رفع بھی منقول ہے۔

(۲) الحمد شریف کے پہلے بسم اللہ کے متعلق اور الحمد کے متعلق عرض ہے۔ عن انس بن مالک قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احداً منہم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رواہ احمد و مسلم۔ عن عبد اللہ بن مغفل اذا انت قرأت فقل الحمد للہ رب العالمین رواہ الخمسۃ الا ابا داؤد۔ و عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی انفا سورۃ فقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم انا اعطینٰک الکوثر رواہ احمد و مسلم و النسائی فکانوا لا یجہرون رواہ ابن حبان وکانوا یسرون رواہ ابن خزیمۃ و ذکر البیہقی فی الخلافیات انہ اجتمع آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم

(۳) عن عبادۃ ابن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب رواہ الجماعۃ وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا رواہ ابوداؤد و الترمذی۔

(۴) عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ رواہ ابن خزیمۃ و صححہ۔ وعن علی رضی اللہ عنہ قال ان من السنۃ فی الصلوۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ رواہ احمد و ابوداؤد وفی اسنادہ عبدالرحمن بن اسحٰق الکوفی قال ابوداؤد سمعت احمد بن حنبل یضعفہ وفی الکبیری شرح منیۃ المصلی انہ مجمع علی ضعفہ۔

(۵) عن ابن عمر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا

(محمد جان)

ثم رفع راسه من الرکوع فی الرکعة الاخرة من الفجر اللهم العن فلانا وفلانا بعد ما یقول سمع الله لمن حمده ربنا ولک الحمد فانزل الله لیس لک من الامر شیء الی قوله فانهم ظالمون رواه البخاری و عن انس قال کان القنوت فی المغرب و الفجر رواه البخاری۔

(۶) عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان و لو یتر الاقامة الا الاقامة رواه الجماعة۔

(۷) خطبہ وعظ جس طرح مخاطب لوگ سمجھیں خطبہ نثر پر بولا جاتا ہے نہ اشعار پر۔

(۸) اذن بلال فی الصبح متفق علیہ۔ وعن ابی سعید اذا کنت فی غنمک او بادیتک فارفع صوتک بالنداء رواه البخاری۔ خطبہ کی اذان اصل اذان ہے جہاں ہمیشہ مؤذن اذان دیتا ہے وہاں تک جمعہ کی اذان خطبہ سے پہلے کوئی خصوصیت مکانی نہیں رکھتی

(۹) دعا بعد الاذان میں خصوصیت کے ساتھ ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں اور نہ معمول بہ اسلام میں۔

(۱۰) امام کے لیے ممانعت شرعاً ثابت نہیں کہ فلاں جگہ کھڑا نہ ہو۔

(۱۱) نماز جمعہ کے لیے تعداد مقتدیوں کے متعلق اور مصر وغیرہ کی شرط احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں پس ایجاب شرط شرع ہے۔

(۱۲) لباس میں رجال کو تشبہ بالنساء اور نساء کو تشبہ بالرجال جائز نہیں اور رجال میں حریر ممنوع ہے۔ اسی طرح معصفر اور عورتوں کے لیے بہت باریک لباس ممنوع ہے عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم لعن الرجل یلبس لبس المراة والمراة تلبس لبس الرجل رواه احمد۔ عن عمر قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول لا تلبسوا الحریر۔ متفق علیه عن علی قال نهانی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن لباس المعصفر رواه مسلم۔ عن اسامة کوت القبطیة امراتی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم مرها ان تجعل تحتها غلالة فانی اخاف ان تصف حجم عظامها رواه احمد۔

۱۳ ثوب شہرت ممنوع ہے عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لبس ثوب شهرة فی الدنیا البسه الله ثوب ذلة یوم القیٰمة رواه احمد و ابوداؤد

(۱۳) افلت شموس الاولین۔

(۱۴) فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون وهو اعلم بمن اتقی

(۱۵) من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه ولا بد ان یکون الرجل فعالاً لا قوالاً۔

(۱۶) فی الاستغفار ولا حول۔ والصلوة والسلام علی النبی و الحمد و القرآن و ادعیتنا لحدیث کفایة

(۱۷) ومن التعاویذ فی المعوذتین کفایة

(۱۸) الاثر ورد عام لجمیع القبور۔

(۱۹) عن جریر انه بال ثم توضأ ومسح علی خفیه ثم قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم بال ثم توضأ ومسح علی خفیه متفق علیه۔ عن المغیرة ابن شعبة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم توضأ و مسح علی جوربین و النعلین صححه الترمذی

(۲۰) مثنوی اور حافظ عمدہ نظم ہے۔ صاحب مثنوی صوفی و فلسفی ہیں۔

(۲۱) سید عبد القادر الجیلی مانند اولیاء دہر سے ہیں قدمی علی رقبة کل ولی للہ ان کا قول ہو اور اپنے زمانہ کے اولیاء پر ان کو فضیلت ہو

(۲۲) من حسن الاسلام المرء ترکه ما لا یعنیه۔ واتباع محمد صلی الله علیه وسلم هو الدین۔

(۲۳) تاریخی کتابیں میں نے آج تک ایسی نہیں دیکھیں کہ ان میں قوی و ضعیف صحیح و غلط سب کچھ ہی نہ ہو۔

(۲۴) مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا شرعاً جائز نہیں

(۲۵) دلائل الخیرات سے بہتر وہ صلوٰۃ و سلام ہے جو نماز میں ہے اور اجازت الٰہی صلوٰۃ وسلام کے لیے ہو چکی ہے دلائل الخیرات بعد ازیں کی محتاج نہیں اور نہ یہ اجازت کوئی چیز ہے

(۲۶) مسلمانوں اور حضرت ابو الملة ابراہیم علیہ السلام نے کفار کو ابتداءً سلام فرمایا ہے سلام علیکم لا نبتغی الجاهلین اور فرمایا ہے سلام علیک ساستغفر لک ربی

(۲۷) بوسہ ابہام اور مولود میں قیام احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں فقط

نور الدین

المجیب اجاب عندی بالصواب۔
فقد اجاد و اصاب

برہان الدین عفی اللہ عنہ جہلمی
مقام قادیان

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

یادگار کرامت آریہ سماج کی تاریخ میں پنڈت لیکھرام مقتول کی یادگار قائم رکھنے کیلئے ۶ مارچ کے دن ہر سال ہر مقام پر جہاں آریہ سماج ہے کم از کم ایک مختصر سا جلسہ کیا جاتا ہے اور مستقل طور پر آریہ مسافر میگزین کے ذریعہ اسکی یادگار کو قائم کیا گیا ہے ۔ آریہ سماج اپنے مذاق پر اس یادگار کے ذریعہ آریہ سماج کے نوجوانوں کے دل میں جس قسم کے لٹریچر کا مذاق پیدا کرنا چاہتی ہے مجھے ضرورت نہیں کہ اس پر کچھ لکھوں۔ البتہ مجھے اپنے نقطہ خیال سے اس کا اظہار مقصود ہے کہ یہ یادگار دراصل خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کی قائم فرمائی ہے جو فروری ۱۸۹۳ء میں خدا تعالیٰ کے امور موعود نے بڑے پر زور الفاظ میں کی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اب یہ کرامت آریہ سماج نے بجائے خود مستقل یادگار کے طور پر تازہ کر رکھی ہے یہ خدائی کرشمہ ہے جسے ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی ماسٹر آتما رام صاحب ایڈیٹر بشکاری کا آریہ سماج کو بہت ہی مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے سالہا سال کی دیدہ ریزی اور غور و فکر کے بعد یہ لطیف نکتہ پیدا کیا ہے کہ قرآن شریف میں الٓمٓ کے اندر وید کا لفظ اوم پوشیدہ ہے۔ مدت ہوئی قادیان ایک تاریخ دنیا میں عرب اور آریوں کے الفاظ کو سنسکرت بنانے کی بڑی کوشش کی گئی تھی مگر جو نکتہ ماسٹر آتما رام صاحب کو سوجھا ہے وہ پنڈت دیانند صاحب کے دماغ میں بھی نہیں سمایا۔ ماسٹر آتما رام صاحب کو چند روز ہوئے ہی اوم بائبل میں نظر آیا تھا۔ اب قرآن شریف میں۔ تعجب خیز امر ہے کہ ماسٹر صاحب الٓمٓ سے اوم محض اس لیے مراد لیتے ہیں کہ مختلف مفسروں نے اس کے مختلف معنے کئے ہیں۔ مگر یہ نہ بتایا کہ لفظ اوم کے معانی سے الٓمٓ کے معانی میں مطابقت کیونکر ہے؟ اور علم اللسان کے کس قاعدہ کے ماتحت سنسکرت کا واؤ ل سے بدل جاتا ہے کم از کم اسکی توجیہ تو ہونی چاہیے تھی۔ اور پھر ان سب سے بڑھ کر تعجب کا مقام یہ کہ ماسٹر صاحب کو لعنت بھیجنی چاہیے جنہوں نے الٓمٓ پر اعتراض کیا ہے۔ اگر یہی طریق ویدک سچائی کا ہے تو ہمیں امید ہے کہ ماسٹر صاحب سعدی کی **بوستان** اور حضرت کی مثنوی کے ہر ایک مصرعہ سے اوم نکال کر دکھائیں گے۔

پرکاش اب کیا کہیگا! جدید مسیحی پرکاش نے اہل حدیث کے اعتراض متعلقہ کرشن جنمی پر استکار کرنا چاہا تھا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ہمکو جواب نہیں دیا جاتا ہے اب جبکہ الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں حضرت کرشن علیہ السلام کے متعلق تحریری ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ ہم ہمیشہ سے آپ کو واجب التعظیم بزرگ سمجھتے رہے ہیں تو اسے کم از کم اپنی رائے کی اصلاح کر لینی چاہیے

پراٹسٹنٹ مذہب نے پرانی مسیحیت کے اس عقیدے پر بڑے بڑے اعتراض کیے کہ کسی زمین کے ساتھ خدا کو کوئی خاص تعلق ہوتا، صلیبی تاریخ کے ہر انگریز مورخ نے اپنی تاریخ اسی اعتراض سے شروع کی ہے۔ مذہب نے تو یہ مساوات قائم کی ہے۔ مگر یورپ کی قومی شرافت اب اخلاق و مذہب کی ان تمام بندشوں کو توڑ تاڑ کے ساری دنیا کے اخلاق کو پامال کرکے مٹائے دیتی ہے۔ اور یہی قوم جو عقیدہ رکھتی ہے کہ خدا کو ہر زمین سے یکساں تعلق ہے۔ اس مشرق کو تاریک بتاتی ہے جس کی یہی حالت ہے۔ کہ اگر آفتاب نکلا ہے تو یہیں سے نکلا ہے۔

فرود آوردند - و بہ پہرہ داران وانمودند کہ مسیح فوت گشت حاجت شکستن استخوان او نماندہ ازین ست
کہ خداوند تعالیٰ مے فرماید وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شُبِّہَ لَھُم - یعنی یہود حضرت
مسیح را مقتول یا بصلیب نکردند ولیکن امر قتل حضرت مسیح بر یہود مشتبہ شد -

سوال - ہرگاہ حضرت مسیح علیہ السلام بر صلیب بستہ شدند پس گویا ایشان مصلوب شدند و باین صورت
این امر از قرآن کریم مخالف است زیرا کہ خداوند تعالیٰ مے فرماید وما صلبوہ -

جواب - جوابا معروض است کہ معنی ما صلبوہ این است کہ آن یہود حضرت مسیح را مقتول بالصلیب
نکردند این معنے ازین آیت ثابت نمے شود کہ ایشان را بر صلیب ہم نہ بستند آیا نمی بینی کہ در حق پیغمبر خدا
حضرت محمد مصطفےٰ صلعم در قرآن کریم وارد است واللہ یعصمک من الناس - ترجمہ یعنی
خداتعالیٰ ترا از قتل کردن مردم کفار و اشرار محفوظ و مصئون خواہد داشت مگر آیا کسے این امر را انکار کردن
مے تواند کہ در جنگ احد سر مبارک آنحضرت صلعم زخمی نشدہ بود و بدندان آنحضرت صلعم از دست کفار
اشرار آسیبے نرسیدہ بود بلکہ این جا مراد از حیات و عصمت محض عصمت قتل است کہ باوجود عداوت و
عناد خالیان و تدابیر دشمنان و قلت انصار و احباب خداوند تعالیٰ این پیشگوئی و وعدہ خود را بحق
آنحضرت صلعم باتمام رسانید و کسے آنحضرت صلعم را کشتن نتوانست - ہمچنان در حق حضرت مسیح وعدہ
ایزدی باتمام رسید و کسے او را کشتن نتوانست بلکہ بخلاف الالف فوت گردید -

محمد سلیمان چلپاوی بکتاب تائید الاسلام بصفحہ ۹ مے نویسد کہ حضرت مسیح علیہ السلام را از روز
پیدائش خود معلوم شدہ بود کہ ایشان نہ مقتول و نہ بر صلیب معلق خواہند شد بلکہ بسلامتی انفاس حیات
خواہند گذرانید لہذا فرمودہ اند والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا
ترجمہ - یعنی سلامتی است بر من بروز ولادت و بروز مردن من و بروز دیگر بقیامت حشر من شود -
جوابا معروض است کہ درین آیت حکایتا خداوند تعالیٰ از زبان مسیح علیہ السلام درباب سہ موقف
احوال سلامتی ایشان بیان فرمود - اول روز ولادت دوم روز مردن - سوم روز حشر قیامت -
اما روز ولادت در روز قرن واقع دنیا است مگر آیا بروز حشر ہم حضرت مسیح را خوف از قتل یہود بود
کہ فرمودہ یوم ابعث حیا - کلا - درین آیت مراد حضرت مسیح این نیست بلکہ ایشان از جانب خود
سہ اعتراضات یہود را رد کردند و سلامت روحانیت خود ثابت فرمودند کہ یہودی گویند ولادت مسیح
بوجہ ناجائز است و بمرگ ملعونیت مرد و قرب ایزدی ندارد و وارد جہنم است - خداوند تعالیٰ این ہر سہ
اعتراضات یہود را در قرآن کریم باین الفاظ رد فرمود - رد اعتراض اول - اُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ
ترجمہ - یعنے مادر حضرت مسیح راستباز و پاکباز و عفیفہ و پارسا و صدیقہ بود لہذا کار ناجائز ہرگز صادر
نشدہ لہذا ولادت مسیح رحمانی است نہ شیطانی -
رد اعتراض دوم - بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ - ترجمہ - بلکہ خداوند تعالیٰ مسیح را از مرگ ملعونیت
نجات داد و مرفوع کرد بسوے خود یعنے قرب خود بخشید -
رد اعتراض سوم - وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین - ترجمہ - یعنے
حضرت مسیح بدنیا و آخرت وجیہہ و مقرب ایزدی است -

تمام مولفان کتب مذکورہ را لازم است کہ درین کتاب ما جواب شبہات خود را ملاحظہ نمایند -
قرآن کریم مثل عمارتے مصصص و محکم است کہ ہر سنگ آن چنان بیکدیگر پیوست شدہ و پیوند دارد کہ اگر یک سنگ
از میان دیوار آن عمارت کندہ شود تمام عمارت درہم و برہم شود پس باید دانست کہ اگر معنے یک آیت قرآن
کریم از دیگر آیات مختلف و متناقض شود تمام مطلب قرآن خلط و درہم و برہم مے شود خداوند تعالیٰ فرمودہ است
کہ در قرآن کریم اختلاف و تناقض را راہے نیست و تمام آیات او باہم موافق و مطابق و مصدق یکدیگر
خود اند قال اللہ تعالیٰ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا
فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا - ترجمہ - یعنے آیا مردم در قرآن کریم تدبر و تفکر و غور نمی کنند اگر قرآن کریم کتاب
خداوند تعالیٰ نمے بود البتہ در ان بسیار اختلاف مے یافتند - المطلب خداوند تعالیٰ مے فرماید کہ
چونکہ قرآن کریم کلام من است لہذا در ان اختلاف نیست ہرگز خدا تعالیٰ مرگ حضرت مسیح بجملہ آیات بیّن و ظاہر
و صعود علیہ السلام را ممتنع و نا ممکن و استقرار بنی آدم را در زمین بجب سنت مستمرہ خود بار بار در قرآن کریم ظاہر
فرمودہ پس برعکس آن از آیتے من آیات کلام اللہ بحسب الرائے خود کوشش اثبات رفع و حیات جسمانی
و استقرار مسیح بر آسمان نمودن گویا سعی اثبات اختلاف در کلام ایزدی است فنعوذ باللہ تعالیٰ من ہذہ الخیالات
الفاسدۃ -

از تفسیر کبیر دلیل دہم کہ ما آن را درین کتاب بر عدم رفع مسیح الی السماء قرار دادہ درج نمودیم - حضرت مولوی
محمد احسن صاحب فاضل امروہی ہم بکتاب شمس بازغہ بآن اشارہ کردہ اند این دلیل را بکتاب سیف چشتیائی
صفحہ ۱۹۰ بعبارت ذیل کہ قابل غور است پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رد مے نماید -
اگر اللہ تعالیٰ بذریعہ جبرائیل علیہ السلام یا خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام را بلا واسطہ القاء شبہ نجات مے داد پس این
معجزہ تا بحد اعجاز مے رسید و پردہ ایمان بالغیب برداشتہ مے شد یعنے چون یہود نشان نمایان مے
دیدند ہیوراً ایمان مے آوردند - ما مے گوئیم حملہ بر خود مے کنی اے سادہ مرد - ہمچو آن شیرے کہ بر خود حملہ کرد -
منصفان و متدبران غور کنند - آیا شگاف سقف خانہ و گم شدن شخصے از یہود یا حواری مسیح کہ بحسب زعم پیر صاحب

طیران عبارہ بازبیان عبارہ و سیر سفائن ہوائیہ درمیان جو السماء صورت کشتی نوح و بطن ماہی یونس است
کہ ذکر آن پیشتر باین کتاب گذشت یعنے از زمین تا چند میل بالا گرداگرد کرۂ زمین مانند بحر محیط کرۂ ہوا محیط است کہ آن
را خدا تعالیٰ محض برائے سکان اہل ارض آفریدہ و تعلق آن بزمین قائم است و بالا از منتہائے آن ہیچ متنفس نمی
تواند رفت زیرا کہ ممد و مفرح اجسام اہل ارض ہوا است و از عدم آن زندگی محال و ہبا است -
و معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کشفی و روحانی بود نہ بجسم عنصری - اتفاق اکثر صحابہ کرام و ائمہ دین برہمین است کہ
معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحانی بود چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی امام الربانی مجدد الف ثانی رح در مکتوبات
خود تحریر فرمودہ اند کہ معراج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم روحانی بود و حضرت امام غزالی ہم قائل معراج روحانی است و در شفا
قاضی عیاض مسطور است فذھبت طائفۃ الی انہ اسری بالروح وانہ رؤیا منام مع اتفاقہم ان رؤیا الانبیاء
حق و وحی والی ہذا ذہب معاویۃ والیہ اشار محمد ابن اسحاق - وفی تفسیر کبیر وحکی عن محمد بن جریر الطبری عن حذیفۃ انہ قال ذالک رؤیا
وانہ ما فقد جسد رسول اللہ صلعم وانما اسری بالروح وحکی ہذا القول ایضا عن عائشۃ رض وعن معاویۃ - نقول ان آیۃ وما جعلنا الرؤیا

الحکم نمبر ۹ جلد ۹ — ۳۰ مارچ ۱۹۰۵ء — (۱۴)

بجائے حضرت مسیح مقتول بالصلیب گردید شہادت بر ارتفاع پردہ ایمان غیب و مخبر از انقاع مافی الغیب نمودہ ووقتیکہ بحسب زعم شما مسیح علیہ السلام از آسمان بر شانہ ہر دو ملائکہ ہر دو دست خود نہادہ بر زمین روبروئے مردم فرود خواہد آمد آن وقت پردہ ایمان بالغیب خواہد بود یا نہ - اے مدعیان حیات مسیح ہیچ از یک طرف سعی مے کنید کہ پردہ ایمان بالغیب برداشتہ نشود و برحال خود ماند (حال آنکہ اعتقادات و مزعومات شما مقتضی انکشاف مافی الغیب مے شوند و پردہ ایمان غیب را مے بردارند و شما را از زمرہ یومنون بالغیب خارج مے سازند) پس بطرف دیگر چرا غور نمے کنید کہ در زمرہ یومنون بالغیب داخل شوید و مسیح را روبروئے خود از آسمان فرود نیارید - آیا غور نمی کنید کہ روزیکہ مسیح روبروئے مردم از آسمان ندائے آید کہ هذا المهدی خلیفة الله - آیا باین چنین مزعومات شما پردہ غیب برداشتہ نمے شود و در آن وقت و بقیامت کدام فرق باقی مے ماند چرا بفرمودہ ایزدی ایمان نمے آرید کہ او مے فرماید قیامت ناگہان خواہد آمد و کافران و منکران مدام در شک و ریب خواہند بود و پردہ غیب گاہے قبل از قیامت برداشتہ نخواہد شد - قال الله تعالیٰ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً - ترجمہ - یعنی منکران مدام در شک و ریب خواہند ماند تا آن وقتیکہ ناگہان قیامت نمودار خواہد شد اگر مزعومات شما ظہور پذیر شوند - پردہ ایمان بالغیب برداشتہ می شود پس در آن وقت لازم است کہ کسے را بالظہور این چنین خارقہ غریبہ کالشمس فی رابعة النہار شکے نماند و مرض شک از دنیا کالعدم گردد و ہیچ منکرے و کافرے در دنیا نماند - نمے بینی کہ چون آفتاب عالمتاب طلوع مے فرماید کسے را بالطلوع او شک نمے ماند حتی کہ شپرک ہم تاب ظہور پیش ضوء آفتاب نیاوردہ عاجز و مغلوب مے شود و بگنجے خزیدہ بزبان حال وظیفہ شہادت طلوع آفتاب ادا مے نماید -

مصداق ولٰکن شُبّہ لہم و مطلب آن

ہرگاہ این خیالات و مزعومات واہیہ را مارد کردہ ایم کہ احدے بجائے حضرت مسیح علیہ السلام بردار کشتہ نشد پس درینجا غور طلب امر این است کہ آیا مصداق ولٰکن شبّہ لہم حضرت مسیح بودند یا شخصے دیگر -

بعض مفسرین از قلت تدبر و امعان ازین جملہ ولٰکن شُبِّهَ لَهُمْ اخذ می کنند کہ شخصے دیگر شبیہ حضرت مسیح گشتہ بردار کشیدہ شد حال آنکہ این بالبداہت غلط و خلاف واقع و مخالف قواعد علمیہ است زیرا کہ در شبّہ لہم کہ مفعول ما لم یسم فاعلہ است ضمیر واحد غائب هو مستتر است راجع بحضرت مسیح مے شود کہ در آیت انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم مذکور است از روئے قواعد نحویہ گاہے این چنین ثابت نشدہ کہ انسانے کہ نہ فاعل و نہ مفعول و نہ بصورتے در عبارت مذکور باشد ضمیر او خود بخود پیدا شود اگر این چنین ضمائر بحسب عندیات و خیالات خود تسلیم کردہ شوند پس باین نہج قرآن کریم غیر محفوظ مے شود و ہر شخص مجاز مے گردد کہ بہر وجہ ضمائر از خود تراشیدہ قرآن کریم را از اصل مقصد و مطلب خود بگرداند نعوذ بالله من هذه التحريفات - مے باید دانست کہ این خیال سراسر غلط است و صحیح معنے و مطلب شُبّہ لہم چنین حل مے شود کہ اول بذہن خود سوالے پیدا کنید کہ کدام شخص شبیہ کردہ شد پس جواب بجز ازین دیگر نمی شود کہ ہمان کس شبیہ کردہ شد کہ ذکر او در آیت مذبورہ است و آن حضرت مسیح علیہ السلام است -

(ترجمہ)

غور کنید در آیت و قولهم إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ - [1]

بآیت مذکورہ ضمائر منفصلہ کہ در ما قتلوه و ما صلبوه و ضمائر متصلہ کہ در فیہ و منہ و بہ و رفعہ مذکور شدہ اند راجع بحضرت مسیح باور دارند مگر این چہ قدر تحریف قرآن کریم و موجب غضب خداوند عظیم است کہ از درمیان این آیت مرجع ضمیر مستتر کہ متعلق شبہ است آن از خود تراشیدہ بحسب مطابقت قصص واہیہ و مزخرفہ گاہے غیوب یکے از حواری حضرت مسیح وگاہے بہ یہودا وغیرہ مے کنند کہ در آیت مذکور نیست -

قبل ازین بادلۂ قاطعہ و حجج ساطعہ و براہین باہرہ معقولاً و منقولاً ثابت نمودیم کہ بجائے حضرت مسیح علیہ السلام ہیچ کس بردار کشیدہ کشتہ نشد و قصۂ قتل شبیہ حضرت مسیح کہ بعض مفسرین نقل نمودہ اند از حدیث صحیح و قول صحابی و از روایت تابعی معتمد علیہ ہیچ سندے و اصلے و بنیادے ندارد و بسبب تحقیقات این کردہ شد ہیچ جائے ثبوت صحت این نیافتیم مخالف از عقل سلیم و نقل قدیم است یہود و نصاری ہر دو فریق کہ باہم سخت مخالف و معاند یکدیگر اند باین امر متفق الکلمہ اند کہ یہود مسیح ناصری علیہ السلام را گرفتار کردہ بر صلیب بستند و میخہا ہے او میخہا زدند اما خداوند تعالیٰ بقدرت کاملہ و حکمت بالغہ خود از شرائط کلیہ صلیب حضرت مسیح علیہ السلام را محفوظ داشت لہذا مقتول بالصلیب نگشتند زیرا کہ ایشان تا سہ روز بر صلیب نماندند بلکہ صرف تا سہ ساعت و شرائط صلیب کامل بر ایشان نافذ نشدند مثلاً صلیب باین گونہ مقرر بود کہ دست و پاہائے مصلوب میخہا مے زدند و مصلوب را تا سہ روز بر صلیب بستہ گرسنہ و تشنہ مے گذاشتند و بعد ازان استخوانہائے مصلوب را شکستہ فرود مے آوردند - مگر بحق حضرت مسیح علیہ السلام این احکامہا نافذ نشدند الا صرف بدستہا ایشان میخہا زدند - و خداوند تعالیٰ در آن وقت این چنین واقعات و اتفاقات برائے نجات حضرت مسیح علیہ السلام در عالم نمودار کرد کہ مجبوراً یہود از حضرت مسیح علیہ السلام غافل شدند یعنی روز ادینہ و آفتاب قریب الغروب بود ہوا ہائے تُند و طوفان صعب شد عالم تاریک گشت و ہر کسے را خطر جان خود فرا رسید فریسیان و مفتیان یہود را بے خانہائے خود گرفتند و بشریعت یہود بحکم تورات از وقت شام سبت کسے را بر صلیب گذاشتن منع بود پس بہی خواہان و مریدان حضرت مسیح از کمیں بر آمدہ حضرت مسیح علیہ السلام را از صلیب زندہ بحالت بیہوشی

[1] ترجمہ - و بسبب گفتار شان یعنی بہ باعث گفتن ایشان کہ ما قتل کردیم مسیح عیسیٰ پسر مریم را کہ دعوے رسالت ایزدی میکرد و حال آنکہ یہود دروغ می گفتند نہ او را کشتند و نہ بالیقین خود کار قتل بالصلیب او را باتمام رسانیدند ولیکن امر قتل مسیح بر ایشان مشتبہ شد و کسانیکہ اختلاف کردند در باب قتل بالصلیب مسیح البتہ ایشان در شک اند آنہا را پختہ علم باین امر ہرگز حاصل نیست مگر پیروی گمان مے کنند و در حقیقت کسانیکہ از یہود از برائے قتل مسیح ارادہ بودند ناکامیاب شدند و در دل ایشان یقین قوی در باب مقتول شدن مسیح نبود بلکہ خداتعالیٰ حضرت مسیح را بریت از الزام اتہام یہود بقرب خود بخشید -

سید امیر علی شاہ صاحب کے الہامات و مکاشفات

۲۸ جنوری ۱۹۰۵ء۔ ایک رویا میں دیکھا کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام فرما رہے ہیں کہ مہر فرو بشر بہت ہی گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا پر زور دیتا ہے۔ اسوقت یہ دعا کی انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصلحین۔ اس کے بعد بیدار ہو کر بعد تہجد درود شریف پڑھتے ہوئے دیکھا کہ حضرت حجۃ اللہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے۔ الہام ہوا۔ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ پیر صدیق اکبرؓ نے فرمایا واذکروا اللہ ذکرا کثیرا۔

۲۹ جنوری ۱۹۰۵ء۔ درود شریف بعد تہجد پڑھتے ہوئے غنودگی میں کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امام الزمان کے بیت الذکر میں آپ سے باتیں کرتے ہوئے پایا۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ یا خیر البشر تجلیات الٰہیہ کا ظہور جلوہ فرما دربار ہو نیوالا ہے۔ ظہور ہوا۔ میری اختیاری آواز آئی۔ گر یکدم از سوئے طلب کوئے من آئی۔ احمد قدم از سوئے طلب کوئے تو آئم۔ اس کے بعد الہام ہوا۔ ربنا انزل علینا نورا مبینا۔

۳۰ جنوری ۱۹۰۵ء معمولاً دربار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الدعا میں دیکھا۔ خاتم الاولیا حضرت مسیح موعودؑ نے اتقا و طہارت پر تقریر فرمائی اور ان اللہ یحب المتقین سے استدلال کیا۔ بعد نماز فجر مسجد سے مکان کو آتے ہوئے الہام ہوا۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین۔

۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء۔ ایک عجیب رویا کے بعد بیدار ہو کر تہجد پڑھ کر درود شریف پڑھ رہا تھا کہ بیت الدعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا الہام ہوا وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ اس کے بعد بزبان حضرت صدیق اکبرؓ الہام ہوا۔ اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

یکم فروری ۱۹۰۵ء

رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند پہاڑ پر دیکھا حضرت حجۃ اللہ بھی وہاں پہنچے۔ اور تقویٰ و طہارت پر آپ نے وعظ فرمایا۔ طاعون سے ڈرایا۔

۲ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت الدعا میں پایا اور الہام ہوا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

۳ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ میں دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ کے سلام کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علیکم السلام یا احمد من اللہ۔ پھر دیکھا کہ تجلیات الٰہیہ کا ظہور ہوا تو میں سجدہ میں گر گیا الہام ہوا۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا۔

۴ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد یہ الہام ہوا۔ والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔

۵ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد یہ الہام ہوا۔ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا۔ پھر یہ الہام ہوا۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔

۶ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تقویٰ اور محبت صادقین پر وعظ کرتے دیکھا۔ جس سے بہت متاثر ہوا۔ بیدار ہوا تو زبان پر واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔

۷ فروری ۱۹۰۵ء۔ بدستور سابق زیارت آنحضرت سے مشرف ہوا۔ اور یہ دعا کرتا بیدار ہوا اللھم اکرمنی بالحکمۃ والعلم والعقل والفہم

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت قدرے ناسازی ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب نصرۃ الحق کی تصنیف میں عموماً مصروف رہے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کچھ خاص سنت اللہ ہے کہ جب کبھی کوئی تصنیف شروع ہوتی ہے تو عموماً آپ کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہوتی ہے اور اسی ناسازی طبیعت میں وہ حقائق و معارف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں کہ جو پہلے دیکھے ایسے نہیں ہوتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور تعلق کا جو حضرت حجۃ اللہ سے ہے پتہ لگتا ہے اور تائید الٰہی کا ثبوت ملتا ہے تاہم عاقبت اندیش مخالف اس حال کو دیکھ نہیں سکتے لیکن یہاں کے رہنے والے ان حالات کو مشاہدہ کرتے اور ایمان میں ترقی اور لذت پاتے ہیں۔

خاندان رسالت خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہے

۲۔ بزرگان ملت بھی خدا کے فضل و کرم سے تندرست اور خدمت دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامت کی صحت الہام الٰہی کے بعد یوماً فیوماً ترقی کر رہی ہے الہم زد فزد آمین۔

۳۔ مولوی سید محمد حسن صاحب بدستور امروہہ میں تشریف رکھتے ہیں۔

۴۔ موسم کی حالت بدستور سابق ہے البتہ قدر سردی اور خنکی اب نہیں رہی جو موسم کی طبعی حالت کے موافق کم ہونی چاہئے تھی تاہم ان ایام کی معمولی سردی کے بالمقابل سردی زیادہ ہے۔ ۷ اور ۸ مارچ ۱۹۰۵ء کو اچھی بلکہ بہت بارش ہوئی اولے بھی پڑے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے

۵۔ دار الامان میں موسمی عوارض کے ساتھ پلیگ کی چند واردا تیں بھی ہوئی ہیں اس مرتبہ بچے عموماً پلیگ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ غیر معمولی سردی بھی ان وارداتوں کے اسباب میں معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے اور ہم سب کو توفیق دے کہ حضرت حجۃ الاسلام کی وصایا اور نصائح پر عمل کرنے کے قابل ہوں۔ اور اسطرح اس زہرناک زاق سے بچ سکیں آمین

۶۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا خرچ سال رواں کے لئے سات ہزار چھ سو روپیہ تخمینہ ہوا ہے جسکی ذمہ داری اخلاقی طور پر احمدی قوم پر ہے اور انشاء اللہ العزیز امید کیجاتی ہے کہ وہ اپنے سکول کی موجودہ حیثیت اور وقعت کو قائم رکھنے کی طرف پوری توجہ کریگی۔

درخواست دعا

مولوی غلام قادر صاحب ملسیان ضلع جالندھر اور پیر برکت علی صاحب موضع ٹل ضلع گجرات سے لکھتے ہیں کہ ان کے گاؤں میں پلیگ ہے احباب اپنی جماعت کی حفاظت کیلئے دعا کریں

سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبار امین

ایک بے لوث رائے

معزز ہمعصر اردو اخبار لاہور نے اپنی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کی تازہ ترین اشاعت میں حضرت قدس کے کرشن اوتار ہونے پر ایک مختصر مگر معنی خیز بحث کی ہے۔ جو ہمعصر موصوف کی نیک نیتی کا نتیجہ ہے اور ملکی خیر سگالی کی ایک دلیل ہو سکتی ہے میں ناظرین الحکم کے فائدہ کیلئے بلا کم و کاست چھاپ دیتا ہوں۔

ایک نیک تحریک

اگرچہ ہمارے دیکھنے میں تو نہیں آیا۔ مگر ایک لوکل اخبار سے معلوم ہوا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کا ایک طول طویل اشتہار پچھلے دنوں لاہور کی دیواروں پر چسپاں کیا گیا تھا۔ جس میں کرشن جی کے نبی ہونے پر زور دیا گیا تھا۔ اور اپنے اس دعوے کا ثبوت قرآن مجید میں سے دیا تھا۔ ہمیں نہایت ہی مسرت ہوئی نہ اس وجہ سے کہ ایک ایسے بزرگ کی بزرگی کا ثبوت قرآن مجید میں سے دیا جاتا ہے۔ اور اہل اسلام کے ایک معتقد گروہ کا لیڈر اس دعوے کو پیش کرتا ہے جسے ہندو لوگ نہایت ہی تعظیم و تکریم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ اس سبب سے کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان رشتہ اتحاد مضبوط ہونے کو ہے۔ اس سے پیشتر گورو نانک جی مہاراج کی مثال اس بارہ میں پیش کی جا یا کرتی تھی۔ کہ انہیں اہل اسلام بھی اسی عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں جس توقیر سے کہ ہندو اور سکھ یاد کرتے ہیں۔ مگر اب یہ دوسری مثال بڑی بڑی خوش آئند امیدوں کا سماں دکھاتی ہے۔ اگرچہ بعض کوتاہ اندیش اخبار نویس جناب مرزا صاحب کے اس اشتہار پر انہیں طعنے دے رہے ہیں۔ اور ان کے منہ آ کر جو منہ میں آتا ہے نکال دیتے ہیں۔ مگر ہم تو ان کی تعریف کئے بغیر نہ رہیں گے کہ انہوں نے خواہ کسی خیال سے ایک ایسے میدان میں ہندو مسلمانوں کو قدم رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ جو انجام میں نہایت ہی مفید نتائج کا باعث ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ جب اہل اسلام ہندوؤں کے بزرگوں کو عزت کی نظر سے دیکھیں گے۔ تو ہندوؤں کو دلوا کہنے نہیں کا تاکہ خواہ مخواہ اہل اسلام کے بزرگوں کی شان میں خرافات بکیں۔ اور جب اسطرح ایک دوسرے کے پیشواؤں کا وقار اور اعزاز مد نظر رکھے گا۔ تو وہ رنجشیں جو ان دونوں سربرآوردہ قوموں کے درمیان بعض جاہلوں کی وجہ سے پھیلی ہوئی ہیں۔ جلدی مبدل بہ اتحاد ہو جائینگی۔ ہم اسدن کا شوق سے انتظار کر رہے ہیں۔ مگر جبتک دونوں قوموں کے معزز اور مستند لیڈر اسبارہ میں تقدس مآب مرزا صاحب سے سبق نہ لیں ہماری آرزو کا پورا ہونا محال نظر آتا ہے۔ کاش! بہی خواہ رہنمایان ملک و قوم اس نکتہ کیطرف جلدی دھیان دیں ✚

✚ فٹ نوٹ۔ اسلاشتہار کا مشتہر حضرت قدس کا ایک مرید ہے۔ ایڈیٹر

ناظرین سے پانچ منٹ

الحکم بذریعہ مشین۔ میں اس کو بھی خدا تعالیٰ کا فضل خاص سمجھتا ہوں کہ میری مشین کی تجویز پر بھی خواہان الحکم مسرت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اور ہر طرح سے میری مدد کو آمادہ ہیں خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ میں آج صرف یہ اعانت چاہتا ہوں کہ وہ اگست ۱۹۰۵ء تک مجھے مجوزہ ۵۰۰ خریدار پانچ روپیہ سالانہ دینے والے مہیا کر دیں۔ اس سے بڑھکر اور اعانت کیا ہوگی الحکم کی تبلیغ اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا۔ اسکی وقعت پہلے سے زیادہ ہوگی اور اس کے مالی مشکلات میں سہولت پیدا ہوجاویگی انشاء اللہ العزیز۔ فی الحال میں ذیل میں ان کرمفرماؤں کے اسمائے گرامی درج کرتا ہوں جنہوں نے جدید خریدار بھیجے ہیں۔ ان خریداروں کا سلسلہ نمبر ا سے شروع ہوتا ہے تاکہ معلوم ہوتا رہے کہ کسقدر خریدار اور ہونے چاہئیں۔ اگر الحکم کا ہر ایک خریدار ایک ایک ہی خریدار اور بہم پہونچائے تو ایک ہفتہ میں یہ تعداد پوری ہوسکتی ہے۔ بہر حال ناظرین الحکم کی عالی ہمتی اور سعی کی ضرورت ہے۔

جناب مولوی عزیز بخش صاحب بی اے جو الحکم کے خاص معاون ہیں اور پہلے کئی خریدار الحکم کو دے چکے ہیں اس جدید سلسلہ میں فی الحال ایک (۱) خریدار بھیجتے ہیں۔

جناب بابو محمد عثمان صاحب الہ آباد سے ایک (۲) خریدار کے نام الحکم جاری کراتے ہیں۔

جناب بابو غلام حیدر صاحب قصور سے ایک (۳) خریدار بھیجتے ہیں۔

جناب مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیاں (بنگالہ) سے ایک (۴) خریدار بھیجتے ہیں۔

مولوی صاحب بھی الحکم کو کئی خریدار دے چکے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مستقل سرمایہ کی تحریک۔ میرے کرم مخدوم ڈاکٹر سید جلال صاحب سالی لینڈ نے ایک تجویز و تحریک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتوں کیلئے مستقل سرمایہ کے متعلق بھیجی ہے۔ میں مناسب ہوا تو اگلی اشاعت میں اسے چھاپ دوں گا۔ انشاء اللہ۔ میری اپنی رائے ہے کہ تجویز بہت ہی قابل قدر اور اکابران ملت کے لئے خاص غور کے لائق ہے۔

علمائے اسلام کی خدمت میں عرض

اے علمائے اسلام یہ خاکسار آپ لوگوں سے ایک مسئلہ کی تحقیق چاہتا ہے جس کی نسبت آجکل بہت کچھ بحث مباحثے ہو رہے ہیں اگر آپ اس میں ضد اور تعصب کو چھوڑ کر محض نیک نیتی اور حق پسندی سے جواب دیں تو کیا عمدہ بات ہے کہ اعانت اسلام سے آپ لوگ خدا کے نزدیک ثواب حاصل کریں اور طالب حق آپکی ذات سے فیضیاب ہوکر اپنی مراد کو پہونچے وہ مسئلہ یہ ہے کہ دنیا میں جو مجوس ہنود وغیرہ قومیں آباد رہ چکیں یا ہیں یہ بھی اہل الکتاب کیطرح ابتداء میں کوئی آسمانی کتاب اور رسول رکھتے تھے یا نہیں۔ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ ہنود و مجوس وغیرہ اقوام کی طرف ابتداء میں رسول آئے ہیں۔ مگر زیادہ مدت کے گذرنے کے سبب اصل تعلیم جاتی رہی جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا حال ہے تو کیا اس قسم کے اعتقاد والے کو شرعاً کافر کہنا جائز ہے یا نہیں پہلی صورت سے دوسرے کا بھی فیصلہ ہوسکتا ہے مگر اس کو اس واسطے زیادہ کیا جاتا ہے کہ شکی حالت میں فتوے کفر کی حقیقت کیا ہے راقم ذیل میں اپنی تسلی کے لئے اس خیال کو بھی ظاہر کر دیتا ہے کہ جو صاحب اس بارہ میں جواب لکھنا چاہیں وہ میری اس تقریر کا لحاظ رکھیں کہ راقم ہر قوم اور ہر مذہب میں رسولوں کا ہونا تسلیم کرتا ہے بموجب آیۃ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ لہذا مجیب مخالف کو جواب کو بھی ماننا آیۃ مذکورہ کا خیال رہے نیز شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری کتاب الجزیہ میں زیر شرح اس حدیث کے کہ لم یکن عمر اخذ الجزیۃ من المجوس حتی شہد عبد الرحمٰن بن عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذھا من مجوس ھجر۔ اسطرح لکھا ہے باید دانست کہ گرفتن جزیہ از مجوس باعتبار بودن ایشان است از اہل کتاب چنانچہ روایت کردہ آن را شافعی و عبد الرزاق وغیرہ ایشان باسناد حسن از علی رضی اللہ عنہ بودند مجوس از اہل کتاب کہ میخواندند آنرا و اہل علم کہ درس میکردند آنرا پس شراب خورد امیر ایشان و افتاد بر خواہر خود۔ پس چون صبح کرد طلبید اہل علم را و بخشش کرد برایشان و گفت بود آدم کہ تزویج میکرد اولاد خود و دختران خود را پس اطاعت کردند اہل طمع او را و ہاکشت کسے را کہ مخالفت کرد پس محو شد کردہ شد بر کتاب ایشان و بر دلہائے ایشان پس باقی نماند نزد ایشان چیزے۔

ایسا ہی موضح القرآن میں لکھا ہے مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں پیچھے سے بگڑے ہیں یا سرے سے غلط ہیں۔ الغرض اس قسم کی تحقیقیں اس اعتقاد کی موید ہیں جو خاکسار نے درج کیا اس مسئلہ میں میں غلطی ہے تو واقفان شریعت اسلام پر واجب ہے کہ اپنے دینی بھائی کو اس غلطی سے کسی معقول دلیل کے ساتھ مطلع کیا جاوے اور اگر میں حق پر ہوں تو مجھے کافر کہنے والے بھائی کی ہمدردی فرماویں اور اس مسئلہ کو مدلل بیان کرکے فلاح دارین حاصل کریں۔

بذریعہ اخبار البدر یا الحکم قادیان فریقین اس مسئلہ کی تحقیق دیکھ سکتے ہیں جو صاحب اس قسم کے مضمون کو ان اخباروں میں بوجہ غیر احمدی ہونے کے درج نہیں کرا سکتے وہ بذریعہ سراج الاخبار جہلم اپنی تحقیق ظاہر فرماویں۔

راقم ایک طالب حق خریدار الحکم ۹۹

ایڈیٹر الحکم۔ اگر اس مسئلہ پر غیر احمدی علماء متانت اور معقولیت سے قلم اٹھائیں اور میرے پاس بغرض اندراج مضمون بھیجدیں گے تو میں اسپر مناسب ریمارک کرکے انشاء اللہ درج کردوں گا۔

الوصیت اور پنجہ فولاد

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو اشتہار الوصیت کے نام سے شایع ہوا ہے اسپر معزز ہمعصر پنجہ فولاد رقمطراز ہے۔

مرزا صاحب قادیانی کو ایک تازہ کشف

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت نے ۲۴ فروری کے الحکم میں الوصیت کے عنوان سے اپنا ایک تازہ کشف جو انہیں ۲۶ فروری کی رات کو ۴ بجے ہوا ہے لکھا ہے۔ اس کشف میں کسی نئے دعوے یا کسی کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں ہے بلکہ یہ کشف پند و نصیحت سے بھرا ہوا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں بیدار ہوگیا۔ مرزا صاحب نے اس کشف کے ضمن میں جو نصیحتیں کی ہیں۔ وہ ضرور قابل عمل ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ دوستو اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقوے کے اور کوئی کشتی نہیں۔ اب و کبھی اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کرکے اپنا کفارہ آپ دو۔ اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو۔ اور تقوے کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ۔ عجب بدبخت وہ لوگ ہیں جو صرف مذہب اس بات کا نام رکھتے ہیں کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دار و مدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ یقیناً سمجھو کہ یہ وہ دن آرہے ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسے سختی کے دن کبھی عام طور پر دنیا میں نہیں آئے ان چالاک لوگوں کی پیروی مت کرو جن کے دل گندے اور نجاست سے بھرے ہیں۔ جو دوسروں کو خدا کی طرف بلاتے اور آپ اس سے دور ہیں۔

اسی پر معزز اخبار عام لکھتا ہے۔

خوف طاعون۔ بہر حال ہفتہ ہذا میں کل ہندوستان میں ۳۱ ہزار ۵۳ کیس اور ۲۷ ہزار ۸۳۷ فوتیاں۔ یہ اضافہ قلیل ہے لیکن قابل شکر ایزد تعالیٰ ہے۔ اور ہر میرزائے قادیانی تقدس مآب سخت خوف دلاتے ہیں اور بذریعہ اشتہارات کے عوام الناس کو ڈراتے ہیں کہ ابھی کیا ہے اور بھی سخت طاعون آنے والا ہے وہ قہر خدا کیسا تباہ کنندہ ہوگا۔ اور فرماتے ہیں کہ تقوے کرو تقوے کرو تقوے کرو۔ وہ فرماتے ہیں کہ طاعون پڑنے کی پیشگوئی ۲۶ سال پہلے براہین احمدیہ میں کردی تھی وہ آج کئی سال سے پوری ہورہی ہے اور اب کہتے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ یہ تو نمونے قہر خدا کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے وہ بہت سختی سے نازل ہوگا۔ اس اعلان کے مضمون پر کچھ کہنا فضول ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا ہے کہ تقدس مآب مرزا صاحب اپنے پیروان اور مریدان باوقار کی تعداد کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ مقدمات گذشتہ کے تتبع خاطر خواہ پر بھی جتنا فخر سمجھا جاوے روا ہے۔ بعض لوگ اسکو بھی قتل لیکھرام سے کمتر پایہ کا معجزہ نہیں سمجھتے ہیں خصوصاً جبکہ انکو خواہ مخواہ تکلیف دینے والے منصف ملک نے بھی اپنے ہاتھوں اپنا کرنی کا بدلہ پایا یا تبادلہ حکام بالادست کیطرف سے ہوا کہ جس میں کچھ چون و چرا نہیں ہوسکتی ہے۔

سردار محمد ابراہیم خانصاحب کے نام خط

وہ تو نشان ہی دکھا دیتا ہے ہر ایک بات میں
پھر اگر دیکھو نہ سمجھو تو قصور آنکھوں میں ہے

مکرمی جناب خانصاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
آج ۱۰ جنوری کو آپ کا رجسٹرڈ خط پہونچا کیفیت مندرجہ سے آگاہی ہوئی امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے مجھے پختہ امید تھی کہ آپ ۳۰ دسمبر جنوری کے الحکم کو پڑھکر کسی صحیح نتیجہ پر پہونچ جائیں گے۔ مگر آپ کے عنایت نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ایک نشانہ سمجھا ہوا ہے اگر یہی ہار جیت کا خیال دامنگیر رہا تو سوائے تضیع اوقات کے اور کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوگا افسوس تو اس بات کا ہے کہ آپنے میرے بار بار کے لکھنے پر بھی مسنون ایسے بیہودہ طریق کو ترک نہیں کیا۔ ہاں میں کوشش کرونگا کہ آپ کے خط استہزائیہ مقامات کو بے جواب چھوڑ دوں۔ آپنے جو اپنے (رفع کے ترجمہ) برداشت کے جواب میں دکھلانے کی حکایت کے مژدہ پیش نوشیروان عادل برد وگفت کہ فلان دشمن ترا خدائے عزوجل بر داشت
گفت ہیچ شنیدی کہ مرا فرو خواہد گذاشت

پھر ایک مزید عریضہ کے بعد کہ دو تین اشعار کی تشریح طلب کی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ ان اشعار کی تشریح سے کیا فایدہ اٹھائیں گے اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو ان میں سے زیادہ غور کے قابل تو مصرعہ کہ عرش مجید ش بود دستگاہ اور شعر سوار جہانگیر یکران براق۔ کہ بگذشت از قصر نیلی رواق۔ ہی ہے۔ اگر آپ اس ذریعہ شعر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی حالت کو ظاہری اور جسمانی گذشت ثابت کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو اپنے اس استدلال کے مطابق اس آیت کو بھی ماننا پڑے گا۔ کہ نوشیروان اور اس کا دشمن بھی اسی دنیوی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ دیگر آپنے لکھنے کو تو لکھدیا کہ میرے رسالہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی آخر الزمان کے جو حوالجات درج ہیں وہ قرآن اور کتب احادیث کے مطابق ہیں"
میں یقینا کہسکتا ہوں کہ آپکے رسالہ میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جسمیں کسی اسرائیلی اور موسوی مسیح کا دوبارہ آنا بیان کیا گیا ہو اس موقعہ پر اگر آیت وعد اللّٰہ الذین اٰمنو منکم وعملو الصّٰلحٰت لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم کا

حوالہ دیتے تو ذاتی بحث ماننے میں کوئی عذر نہ ہوتا اب میں چاہتا ہوں کہ باقی باہمی تحریر کو قول اور اقول کے طریق سے بدل دوں

قول۔ آپ لوگوں کے پیر مرزا صاحب قادیانی نے جواب رامچندر جی کرشن جی اور گرو نانک صاحب کو نبی بیان کیا ہے...... حالانکہ مذہب موخر الذکر میں شراب خوری وغیرہ ہے

اقول۔ آخر اس اعتراض اور تعجب کی کوئی وجہ بھی تو پیش کرنی چاہیے تھی۔ کیا اہل ہنود کا پیدا کنندہ نعوذ باللہ کوئی اور ہے۔ خان صاحب کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس قسم کا اعتراض اور تعجب کریں پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی اسمائے مبارک کی ایک فہرست تو شایع کریں پھر اگر انکی شایع کردہ فہرست میں رامچندر جی وغیرہ کا نام نہ آیا تو اس حالت میں ہم ان کے اعتراض کو وقعت دینے کے قابل ہو سکیں گے۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ جہاں آپنے شراب خوری وغیرہ کا حوالہ دیکر اعتراض کیا ہے وہاں آپ نصاریٰ کے موجودہ طریق عبادت کو دیکھکر کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اور نبوت پر نہ اعتراض کر دیں

قول۔ اور مرزا صاحب قادیانی نے جو اب لوگوں کو دہوکے میں ڈالدیا ہے کہ اگر میں جھوٹے دعاوی کرتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس چوبیس سال عرصہ میں زندہ نہ چھوڑتا

اقول مجھے خان صاحب کے اس اعتراض پر صرف افسوس ہی نہیں ہوا بلکہ رنج بھی ہوا ہے یہاں پر انہوں نے آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اگر ان کو قرآنی معیار پر اطلاع نہیں تھی تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفین کی مات دن کی منصوبہ بازیوں کو ہی دیکھکر فیصلہ کر لیتے کہ کیا وجہ ہے کہ باوجود مخالفت شدیدہ کے بھی یہ سلسلہ ایک غیر معمولی ترقی کر رہا ہے مگر ہمارے معترضین کو اتنی بصارت ہی کہاں نصیب ہے کہ وہ اس سے دیکھکر منصفانہ فیصلہ کر سکیں معلوم نہیں اڈیٹر صاحب سراج الاخبار اور اخبار اہلحدیث اس معاملہ میں کیوں خاموش ہیں کم از کم دیانتداری سے وہ اتنا ہی بتا دیں کہ گورو سیوڑی متعلقات کا انجام الہامات کے مطابق اور ماتحت ہوا ہے یا نہیں۔ اگر ان دونوں صاحبوں کے نزدیک ایک الہام بھی منجانب اللہ نہیں تو وہ آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کے اثر سے کیوں بچ رہا۔ میں خانصاحب کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ فرعون اور شداد کے بیہودہ اور متکبرانہ دعاوی کا حوالہ غلط اور سراسر غلط ہے اسلئے کہ ان کے دعوے خود ساختہ تہا اسپر ہی جو ان کا انجام ہوا وہ آپکے بھی غائب

پوشیدہ نہ ہوگا۔

قول۔ اگر مرزا غلام احمد صاحب سرفرقہ جماعت معروف احمدیہ کے راستباز عالم ہوئے تو وہ بھی مانند حکیم ثنائی مصنف نام...... کے کوئی دینی مسایل اور دینی تعلیم میں یادداشت چھوڑ جاتے ایسا نہ کہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے دعاوی کے پیچھے پڑے رہتے

اقول خان صاحب کے اس اعتراض سے ان کی اپنی ہی قرآن دانی اور دینی معلومات کی ساری قلعی کھل گئی گویا ان کے نزدیک ابھی دین کی تکمیل نہیں ہوئی۔ اگر وہ سچ مچ کسی ترمیم کی آرزو رکھتے ہیں تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے عقاید اور انکی مرمر نماز کی طرف اپنی توجہ کو معطوف کریں۔ ہمارے مخالف مولویوں میں سے کیا کوئی یہ بتا سکتے ہیں کہ جس نزولی مسیح کی ان کو امید لگی ہوئی ہے وہ دوبارہ آکر نام حق ایسے نام اور مضمون کی کوئی کتاب شایع کریگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں احادیث میں جس مسیح کا ذکر ہے وہ اس وقت موجود ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ منصب کو بخوبی انجام دے رہا ہے جس کا ذکر خیر آپنے بھی اپنے رسالہ کے صفحہ ۲ دوپر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود کو حدیث میں **سلطان القلم** کہا گیا ہے۔ باقی آپ کا یہ اعتراض کہ صرف مسیح کی وفات کے ہی پیچھے پڑے ہوئے ہیں کسی پہلو سے بھی ٹھیک نہیں میں نے تو کبھی نہ سنا کہ انہی قرآن کو پڑھتے ہوئے آیات انی متوفیک اور فلما توفیتنی کو چھوڑ کر نا تمام چھوڑ دیا ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ آیندہ بیہودہ اور فاسکرکیے میں وقت کا ضرور خیال رکھا کریں گے۔

خاکسار محمد حسین مسافر

اس خط کے متعلق اسقدر ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سردار محمد ابراہیم خانصاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ایک مختصر پمفلٹ فارسی زبان میں لکھا تھا میرے پاس بھی بھیجا تھا میں اسے آج تک نہیں دیکھ سکا۔ میرے مکرم بھائی محمدی مسافر کے ساتھ انکی خط و کتابت ہوئی ہے اور مسافر نے ذیل کا خط لکھا ہے جو ناظرین کی دلچسپی کیلئے چھاپ دینا مناسب سمجھا گیا ہے خصوصاً اس لئے بھی سردار صاحب نے اپنا خط بھی کسی اخبار میں چھپوا دیا ہے

ایڈیٹر

دشمنوں میں پھوٹ

(نمبر ۲)

سب ہیں مشتاق زیارت رخ سے الفت تھا
اک زمانے کو تمہاری حسرت دیدار ہے

میں مرتے کے مولوی فاضل ایڈیٹر اہلحدیث کو ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ آپ حد سے بڑھنا چھوڑ دیں اور اپنی فی الواقع غلطیوں کو اعتراف کرتے ہوئے اپنی اصلاح کر لیں تو بہتر ورنہ آپ کا نظارہ اسلام کا حامی کہلانا درحقیقت میں اسکی پاک تعلیم پر کچھ اثر نہ ہوگا کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں کریگا لیکن افسوس کہ میری شفیقانہ رائے کی پروا نہ قدر کی گئی خود مولوی فاضل صاحب نے بڑی کوشش کی ہے کہ جسطرح ہو سکے وہ ڈھکے ہی رہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ ان کے ایک منصف مزاج اور ولی دوست مقام آگرہ نے حسب ذیل طریق سے ان کے نقاب کو الٹ دیا ہے امید ہے کہ ناظرین الحکم انکی زیارت سے مشرف ہو کر اڈیٹر صاحب آگرہ کے شکر گذار ہوں گے۔ ایڈیٹر

حشمت نگینہ اخبار اہلحدیث امرتسر کی کاروائی

(منقول از رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ)

ناظرین رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ کو معلوم ہوگا کہ ہمنے گذشتہ اشاعت ماہ شوال الکرم میں بہت خوش جناب حکیم **محمد المرتضیٰ علی صاحب** نگینوی کے رکوب السفینہ فی مناظرۃ النگینہ پر منصفانہ رائے کا اظہار کیا تھا کہ جسکو منصف مزاج حکیم صاحب موصوف نے بتقاضائے ایمانداری تسلیم فرما کر آیندہ کیلئے احتیاط کا اعتراف کر کے رفع و دفع کر دیا تھا مگر بُرا ہو **ثناء اللہ** امرتسری کے پیٹ میں حکیم صاحب کا انصاف دیکھکر چوہے کلاباز یاں کہانے لگے اور بیچارے غریب کا پیٹ پہولکر کپہ ہو گیا اور باد مخالف یا مخالفت کا گولا بادفرنگیلی انتڑیوں میں گھومنے لگا ہر چند روکا گھر رک نہ سکا۔ بات کہی تو ایسی جیسے گدھے کی لات۔ اور لڑ کہاں تو ایسی جیسے سارا جہان نہیں تو کم از کم ان کا مطبع تو ضرور ہے تا صورت حق کا گھر بہائے۔ بات کیا بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ کرو دکہ لایا اور پھر چڑنا تو نیم پر چڑہے نہ نکلے نام محمد فاضل نہیں نہیں **مولوی فاضل**۔ اب سنئے حضرت فاضل امرتسری کی تعلیات اور دلیلی۔ آپ اخبار اہلحدیث ۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۷ کالم ۱

میں رسالہ ہمدرد اسلام کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اہلحدیث۔ رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ کے ایڈیٹر صاحب نے اسلامی ہمدردی کا ثبوت دینے کو مباحثہ مذکورہ دھرم مباحثہ نگینہ پر چند اعتراض نمبر ۱۰ جلد ۹ میں کئے ہیں۔

رسالہ ہمدرد اسلام۔ واہ جی واہ کا انصاف آپ کے منہ سے بھی کیا ہی کہنے ہیں کیا خوب اسلامی ہمدردی تو شاید اسی کا نام ہوگا کہ آپ اور آپ کا مسلک اہلحدیث جو کچھ بھی غلطی کرے مگر اس کو حق اور ناحق مان ہی لیا جائے اگر کہیں بدقسمتی سے ذرا بھی اور ہمیں تنگ لایا تو فوراً اسی وقت دائرہ اسلام اور ہمدردی سے باہر آیا۔ کیونکہ اب دنیا میں سوائے آپ کے اور اسلام کا ہمدرد باقی ہی کون ہے معاف کیجئے یہ آپ ہی کا کام ہے دیکھو ہم ایسے ہمدرد اسلام نہیں ہیں کہ آپ کی ایسی فحش اور بیجا غلطیوں کو بھی مان ہی لیا کریں یہ نمونہ ہے کہ جو آپ باوجود اپنی اس موجودہ اور غیر قابل لیاقت کے وہ ایک جگہ مباحثہ میں مقدمۃ الجیش بنگئے بوجہ اس کے کہ فریق ثانی بھی ماشاءاللہ آپ ہی جیسے کمزور لیاقت کا تہا اور یا بجانب خاموش رہے ورنہ آپ کی لیاقت اور ناحق کی زبان زوری صاف اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ آپ میں ہرگز ہرگز ایسی لیاقت نہیں ہے کہ جو اہل اسلام آپ جیسے [illegible] شخص کو کسی مہذب کمیٹی یا جلسہ میں گویائی یا شرکت کا بھی حق دیں۔ کیونکہ آپ کی خانہ جنگی اور فرقہ اختلاف کے دل آزاری اور آپ کے کفر کا فتوے صاف مسلمانوں کو آیندہ اس امر سے روک رہا ہے کہ آپ کسی مباحثہ میں مقدمۃ الجیش بنیں۔ اگر آپ طالب ہونگے تو ہم اس کے کافی وجوہات اور آپکی بیجا غلطیاں بھی نشان دے دے کر بتلا دینگے کیونکہ آپ کی لیاقت اور علمیت گولڑے بیت جیسی شکل رکھتی ہے جسکو ہم ہی خوب جانتے ہیں۔

اہلحدیث۔ گو وہ اصل مضمون مناظرہ کے متعلق نہیں ہیں تاہم چونکہ انہوں نے ان اعتراضات کو شایع کردیا ہے اگرچہ جواب ان کا یہی ہوسکتا ہے اس لئے ان کی غلط فہمی رفع کرنے اور پبلک کو اصل حال سے اطلاع دینے کے لئے جواب لکھا جاتا ہے

رسالہ ہمدرد اسلام۔ اگر آپ کا یہ استدلال ہے کہ ہم آپ کے مباحثہ نگینہ کی اصلی غلطیوں سے بھی آپ کو مطلع کریں تو آئیے بسم اللہ۔ ورنہ ہم نے تو دراصل پوشیدہ غلطیوں کو پوشیدہ ہی رکھکر ظاہری لباس کی غیر موزونیت پر اپنی منصفانہ رائے کا اظہار کیا تہا مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اصل مضمون کے متعلق بھی کچھ کلمات حق سننا چاہتے ہیں اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو ہم طیار ہیں مگر آپ کا یہ کہنا کہ "جسنے ان اعتراضات کو شایع کردیا ہے۔ اسلئے اسکی غلط فہمی رفع کرنے اور پبلک کو اصل حال سے اطلاع دینے کیلئے جواب لکھا جاتا ہے۔" صریح اس امر کی شہادت دلاتا ہے کہ ہم آپکے شعبدہ [illegible] کی اصل حقیقت بیان کریں اور آپ کی دنیا سازی اور ہتکنڈے کانے کے حیلے پبلک پر ظاہر کریں۔ اب بھی اپنی اندرونی غلط فہمی کی تو اصلاح کر ہی نہیں سکتے دوسروں کی غلط فہمی کی تو اصلاح کرہی نہیں سکتے دوسروں کی حق فہمی کو غلط فہمی ثابت کرنا تو ذرا ٹیڑھی کھیر ہے

اور آپ پبلک کو اصل حال سے کیا اطلاع دیسکتے ہیں جبکہ خود آپ ہی کو اپنی غلطیوں کا سو تک کا علم نہیں ہے۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند

باقی بشرط ضرورت

علمی اور انتخابی مضامین

کبھی کبھی ایسے علمی اور دلچسپ مضمون دوسرے معاصرین سے منتخب ہوکر الحکم کے کالموں میں چھپ جانے بھی ضروری ہیں خصوصاً ایسے مضامین جنسے اسلام اور اہل اسلام کی عظمت کا پتہ لگتا ہو۔ مندرجہ ذیل مضمون جو معزز ہمعصر گزٹ سے لیا جاتا ہے ہدیہ ناظرین ہے

علم کیمیا

یہ خیال کرکے ہم بارہا شرمائے ہیں اور بہت شرمائے ہیں کہ ہماری موجودہ کیمیاگری ایک بے بنیاد ہوس اور ایک خواہ مخواہ ہونیوالی آرزو ہے جو شوق ہمیں مالیخولیا کی طرف متوجہ کرتا ہے وہ ارمان بنکے ہمیشہ ہمارے کیمیاگروں کے دل میں رہا اور رہیگا۔ اور جو یاس ہمیں اس اوہی آرزو کی طرف متوجہ کیا کرتی ہے وہ کبھی بجھنے والی نہیں۔

کیمیاگری کے خبط میں ہمارے ہزاروں دوست اور بزرگ مبتلا ہیں۔ انکی محنتوں نے جسطرح ہمیشہ ایک ذاتی کسر رکھی ویسے ہی انکی کوششوں نے انہیں زندگی بسر کے لئے دین و دنیا دونوں سے کھو دیا۔ ہم ایسا واقعات سن چکے اور دیکھتے رہتے ہیں کہ کیمیاگری کے فریب میں بعض کے لوگ کیسے کیسے بے وقوف بنے۔ اور انہوں نے کیسے کیسے نقصان اٹھائے۔ مگر افسوس اس ہوس میں ایک شمہ برابر بھی کمی نہ ہوئی اور اس مرض مستسقا والوں کی پیاس کبھی بجھنے کو نہ آئی۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے کیمیاگر ہمیشہ ہی اور ایسے ہی تھے یا کبھی ان کی حالت اس سے اچھی اور بہتر بھی؟ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی ہمیشہ یہی حالت تھی تو ہم ندامت کے دربارے نہیں نکل سکتے۔ اور دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے لیکن اگر اس کا جواب یہ ہو کہ نہیں ہماری یہ بھی موجودہ ادبار نصیبی کا ایک نمونہ ہے کہ کیمیاگری کی یہ حالت ہورہی ہے۔ ورنہ ہمارے پرانے کیمیاگر کمسٹری کے اصل منابع کو سمجھے ہوئے تھے اور انہوں نے اس فن سے بہت کچھ نتائج حاصل کئے تھے تو البتہ ہم کچھ نظر اٹھا سکیں گے۔

کیمیاگری ہماری موجودہ اصطلاح میں اس چیز سے عبارت ہے کہ کسی کو سونا یا چاندی بنانے کا نسخہ ہاتھ آجائے۔ جو ایک عنقا ہے جسنے اپنی ذی ہستی پر ایک عالم کو گرویدہ بنالیا ہے۔ ہوس اسکے پروں کے سایہ میں پرورش پاتی ہے۔ اور طمع اس کے خیال کی پرستش کراتی ہے۔ یہی لفظ یورپ کے ملکوں میں بھی ہے جسکا مکیہ مغربی لباس پہنکے "کمسٹری" ہوگیا ہے۔ اور اس سے مراد ترقی کرنیوالی قوموں میں وہ فن ہے جو انسان کو مختلف اشیاء کو ملاکے اور ان کے اجزا کو نئی نئی ترکیبوں سے مرکب کرکے نئی خاصیتوں اور نئے تجربوں کا پتہ لگانے میں مدد دیتا ہے۔ اس کی ابتدا اس سے ہوئی کہ مختلف پتیوں کے عرقوں کو باہم ملاکے نئے نئے مزاج پیدا کئے جائیں۔ اور ترقی کے بعد یہ ہوا کہ دھاتوں کا امتزاج کرکے نئے خواص دریافت کئے جانے لگے۔

یورپ نے اس مفید اور ضروری فن سے ایسے فایدے اٹھائے جو آج ساری دنیا میں نظر آرہے ہیں۔ بہاپ اور برق کی حیرتناک قوتیں۔ تاربرقی۔ ریل جہاز رانی۔ اور بہت سی کلیں۔ سچ پوچھئے تو سب اسی کی برکتیں ہیں۔ اور اسی فن کے ذریعے سے انسان نے محسوس طریقے پر اپنے آپ کو اشرف المخلوقات ثابت کیا ہے۔ غرض یورپ نے تو اس مفید فن سے ایسی ایسی برکتیں حاصل کیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے کیمیاگروں نے کیا کمال دکھایا۔ وہ اسی نقطہ پر رہے جس پر تھے۔ سونا اور چاندی بنانے کی ہوس میں عمریں تو عمریں قرن اور صدیاں صرف کردیں۔ اور فن میں ایک انچ بھی قدم آگے نہ بڑہا سکے۔ بلکہ فضول تضیع اوقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ روز بروز بجائے آگے بڑھنے کے اور پیچھے ہٹتے گئے تنزل ہی نہیں وقت اور عمر عزیز کے ساتھ انہوں نے اپنے اخلاق بھی کھو دیئے فقیری کا نام لیا۔ اور عزت [illegible] کو مکاری و [illegible] کا جامہ پنایا۔ ظاہری صورت بے پروا اور قانع لوگوں کی بنائی اور دل میں بندہ ہوا و ہوس ہوگئے۔ اور اس سے بھی بڑھ کے یہ کیا کہ انتہا کے حیلہ باز، مکار، [illegible]۔ لٹیرے اور اول درجہ کے بدمعاش ثابت ہوئے۔ یہ ہے وہ کیمیاگری جس پر ہمارے ملک ہماری قوم ہمارے بزرگوں۔ اور ہمارے ولیوں کو ناز ہے۔ اور جب یہ حال ہے تو بھلا کیمیا کا نام آتے ہی ہم کیوں نہ شرمائیں؟ اور یہ ریا کاری کی تحریریں ہمیں کیوں دریائے ندامت میں نہ غرق کرے؟

اس کو ہم مانتے ہیں کہ کیمیاگری کے فن میں جو اس عہد کے کبھی ترقی نہیں ہوئی تھی۔ اور جو کرامات و معجزات یورپ والوں نے اس فن کے ذریعے سے دکھا دیے ہیں کوئی قوم نہیں دکھا سکی تھی۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ اور ندامت تو اس بات کی ہے کہ اوروں نے اگر ترقی نہیں کی تو تباہی بھی نہیں اٹھائی۔ اور ہم نے یہ کیا کہ اپنے اصلی ہنروں اور دیگر اخلاقی کمالوں کو بھی اس فن میں پڑکے اور کیمیاگری کا نام لے کے کھو دیا۔ اور جہاں تک پتہ لگایا جاسکتا ہے ہم اس بارہ خاص میں ہم متفرد ہیں۔

کیا ہم ہمیشہ ایسے ہی بدنام تھے؟ اور ہماری کیمیاگری ہمیشہ سے ایسی ہی تھی؟ میں سمجھتا ہوں کہ نہیں۔ ہم نے کبھی اس فن سے اچھے نام بھی پیدا کئے تھے۔ اور گو اس حد تک عروج کمال پر نہیں پہونچ سکے مگر کچھ نہ کچھ ضرور دکھایا۔ تاریخیں گواہ ہیں کہ کاغذ کو ہمیں نے بناکے دنیا میں پہیلایا ہم سے پہلے کاغذ نہ تہا۔ اور تہا تو دنیا کے کسی ایسے کونے میں چھپا ہوا تہا جہاں تک کسی کی نظر نہ پہونچ سکتی تھی۔ گریک فایر (آتش یونان) جو لڑائیوں میں نہایت خوفناک کام دیا کرتی تھی گو ہمیں یونانیوں سے حاصل ہوئی مگر ہم نے اس میں اتنا کمال پیدا کرلیا کہ جس مخالف فوج میں گریک فائر کا استعمال نظر آتا تو یہی باور کرلیا جاتا کہ اس میں کوئی مسلمان ضرور موجود ہے۔ ورنہ وہ لوگ گریک فائر سے کام ہی نہ لے سکتے۔ بارود کا استعمال سب سے پہلے ہمیں نے کیا۔ اور ہمارے ہی پرہنر ہاتھوں سے وہ یورپ کو ملی اور اسی سلسلے میں یورپ والوں نے توپ اور بندوق کے بنانے میں ہماری ہی شاگردی کرکے یہ کمالات حاصل کئے ہیں اس وقت سے تین ہی چار صدی پہلے ہماری بنائی ہوئی توپوں کا مقابلہ دنیا کی کسی قوم کی توپیں نہ کرسکتی تہیں۔ اور اسلام نے منجنیقوں اور توپوں کے بنانے کے جو کارخانے ہندوستان سے لیکے [illegible] کے علاقے تک قایم رکھے تھے

ان کا نام ہی توپوں اور منجنیقوں کے عمدہ ہونے کی سند تھا۔ بیشک ہم کو کبھی ایسی اعلیٰ بارود ایسی زبردست اور جلد کام دینے والی توپیں اور بندوقیں، اور نہ اس صفائی و خوبی کے جہاز بنانا نصیب ہوئے جیسے کہ مغرب کے موجد کارخانے تیار کرتے ہیں۔ ہم کو بھاپ اور برق کی قوت کا بھی پتہ نہیں لگا تھا۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ جدید عالی شان ... اور یورپ کی عمارت اسی بنیاد پر قائم کی گئی ہے جو ہمارا ... پڑی تھی۔ اور یہ اسکی برکتیں ہماری ہی کیمیا گری اور ساری ہی کیمیکل ہنرمندی کی بدولت ہیں۔

یہی موجودہ اور گزشتہ حالت کا اندازہ کرنے اور کرانے کے لئے ہم موجودہ مسلمان ہوسوں کے مقابل میں چھٹی صدی ہجری کے ایک مسلمان ہوس کا واقعہ پیش کرتے ہیں جس نے چاندی سونا بنانے کے جنون کے عوض دنیا کو ایک حیرت انگیز کمال دکھا دیا تھا۔

۵۸۶ھ میں شام کے ساحلی شہر عکہ پر یورپ کے صلیبیوں کی سخت یورش تھی۔ شہر عکہ کے اندر مسلمان تھے۔ ان کو نیز خشکی کی طرف سے اور نیز دریا کی طرف سے فرانس، جرمن اور انگلستان کے نائٹ گھیرے ہوئے تھے۔ سمندر کی طرف سے ہزارہا جہاز بیروق آمدورفت کر رہے ہوئے تھے اور خشکی میں تینوں جانب بڑے بڑے رسالے اور دستے محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ ان محاصرہ کرنے والوں فرنگیوں کو صلاح الدین اعظم کے لشکر نے گھیر لیا تھا اور محاصرہ کرنے والے بلحاظ خشکی کی طرف سے محصور تھے گو ان کا دریائی راستہ نہیں روکا جا سکتا تھا۔

فرنگیوں نے شہر پر قبضہ کرنے کی صدہا تدبیریں کیں۔ مگر تین سال تک کوئی زور نہ چل سکا۔ اس لئے کہ عکہ کے اندر جو مسلمان تھے وہ بھی اس مستعدی سے لڑ رہے تھے اور حملہ آوروں کی تمام کوششوں کو اس طرح بیکار کر دیتے تھے کہ کسی طرح زور نہ چل سکتا تھا۔ فرنگیوں نے آخر عاجز آ کے لکڑی کے تین برج بنائے جو ساٹھ ساٹھ گز اونچے تھے اور ہر ایک میں پانچ پانچ یعنی پانچ منزلیں رکھی گئی تھیں۔ ان کے لئے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی لکڑی بعض جزیروں میں جہازوں پر لاد کے لائی گئی تھی۔ مگر چونکہ لکڑی کی تمام چیزیں [illegible] سے جلا دی جاتی تھیں۔ اور مسلمان ان عکہ شہرپناہ پر سے مسلسل اس آگ لگنے والے مادے کی پچکاریاں برسایا کرتے تھے لہذا اس کی مضرت سے بچانے کیلئے یہ تدبیر کی گئی تھی کہ ان برجوں پر اوپر سے نیچے تک چمڑا منڈھ دیا گیا تھا۔ اور پھر چمڑے پر سرکہ مٹی اور دیگر اجزا سے ملا کے ایک لیپ سا لگا دیا گیا تھا۔ اور ایسا روغن پھیر دیا گیا تھا کہ ہزار پچکاریاں ماری جائیں برجوں پر کچھ اثر نہ ہوتا۔ آگ ان پر اثر ہی نہ کرتی تھی۔

یہ برج جب پہیوں کے ذریعے سے دھکا کے اور کھینچ کھانچ کے عکہ کی شہرپناہ کے قریب لائے گئے تو ان کی بالائی منزلیں شہرپناہ سے اونچی تھیں فرنگیوں نے جب ان پر چڑھ کے آگ اور تیر برسانا شروع کئے تو مسلمانوں نے حسب عادت آتش بار پچکاریاں مارنا شروع کیں اور جب خلاف امید یہ نظر آیا کہ ان پر آگ اثر کرتی ہی نہیں تو ہر طرف ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور اہل شہر بالکل مایوس ہو گئے۔ ایک شخص دریا میں کود کے اور فرنگیوں کی نظر سے بچ کے تیرتا ہوا صلاح الدین کے پاس گیا۔ اور اسے اطلاع کی۔ صلاح الدین نے باہر سے دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ فرنگیوں کی تعداد اس قدر تھی کہ انہوں نے بالکل پروا نہیں کی۔ فوج کے دو حصے کر دیئے۔ ایک شہر پر یورش کر رہا تھا اور دوسرا صلاح الدین سے لڑ رہا تھا۔ آٹھ دن تک لگاتار شب و روز سخت لڑائی رہی۔ ہزارہا خلقت کٹ گئی۔ مگر حالت یہی تھی کہ شہر ساعت بہ ساعت کمزور ہوتا جاتا تھا۔ اور سب کو یقین تھا کہ عنقریب فرنگی اندر گھس پڑیں گے اور تمام زن و مرد قتل ہو جائیں گے۔ ترکی افسر قراقوش جو شہر عکہ کا حاکم تھا اور فرنگیوں سے لڑ رہا تھا مایوسی کے غیظ و غضب میں تھا۔ اور گویا موت کا منتظر تھا اس کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ اس سے کوئی بات بھی کرتا تو کاٹ کھاتا۔ اور خیال کرتا کہ اب سب تدبیریں بیکار ہیں۔ یہ برج جو قہر خدا کی طرح نازل ہوئے ہیں سب کو ہلاک کر ڈالیں گے۔

ایسی مایوسی و بیکسی کی حالت میں دمشق کا ایک مسلمان کیمیا گر نمودار ہوا جو اتفاقاً شہر عکہ کے اندر موجود تھا۔ اس کو ہمیشہ سے اس بات کا شوق تھا کہ کبریتی مادوں کی قوت کا پتہ لگائے اور دریافت کرے کہ آگ کی قوت کیا ہے اور کن طریقوں سے بڑھ سکتی ہے۔ اس نے اپنی زندگی اسی شغلے میں بسر کی تھی۔ لوگ اسے الزام دیا کرتے تھے کہ کیوں تضیع اوقات کرتے ہو۔ اور اس محنت کا کیا نتیجہ ہے۔ مگر وہ اپنے ذاتی شوق سے اسی دھن میں لگا رہا۔ عکہ میں مسلمانوں کو اور تمام اہل شہر کو نہایت ہی پریشان و مضطرب الحال دیکھا تو بطور خود ایک نسخہ تجویز کیا جس کے ذریعے سے آگ کا اثر زیادہ مشتعل کیا جائے اور اس کا عمل ان چیزوں میں بھی موثر ہو سکے جو دیر میں اثر پذیر ہوتی ہیں یا نہیں اثر پذیر ہو سکتی ہیں۔ یہ مسالا تیار ہو گیا تو وہ امیر قراقوش کے پاس آیا۔ اور کہا جو شخص منجنیقوں کے چلانے کا مہتمم ہے اُسے یہ حکم دیجئے کہ ان برجوں میں سے کسی برج کے سامنے جو منجنیق قائم ہو وہ چیز بھر بھر کے مارے جو میں بتاؤں۔ اور امید ہے کہ میری تدبیر پر اگر عمل کیا گیا تو میں ان برجوں کو جلا کے خاک کر دوں گا۔ قراقوش مایوسیوں کے ہجوم سے جھنجھلایا ہوا بیٹھا تھا اور جھنجھلا اٹھا۔ کہا "بڑے بڑے لوگ تو اپنی تدبیروں میں عاجز آ گئے تم کیا بنا لو گے۔" حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ "مگر اس شخص کی تدبیر پر عمل کرنے میں کیا مضائقہ ہے؟ شاید اسی شخص کی بدولت خدا ہماری مدد کرے۔" اس سفارش پر قراقوش نے حکم دیدیا کہ اس شخص کی تدبیر پر عمل کیا جائے۔

اس شخص نے پہلے تو پتیلیوں میں بھر بھر کے منجنیقوں کے ذریعہ سے ایک ایسا روغن ان برجوں پر برسایا جس سے سوا ان برجوں کے تر ہو جانے اور اوپر سے نیچے تک بھیگ جانے کے اور کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ فرنگی جو ان برجوں پر چڑھے ہوئے تھے اور شہر پر یورش کر رہے تھے اس بے سود کوشش پر قہقہے اڑانے لگے جب کوئی پتیلی آ کے گرتی اور اس سے انہیں کوئی نقصان نہ پہونچتا تو اچکنے پھاندنے اور ناچنے کودنے لگتے تھے۔ شہر والوں کا منہ چڑاتے اور ساعت بساعت مسلمانوں کی زیادہ توہین و تذلیل کرتے۔ وہ تو اسی مسخرے پن میں مشغول اور غافل ہے اور اس گمنام ہوس نے نہایت متانت و خاموشی کے ساتھ برج کے ہر حصہ میں اس مسالے کو پہونچا دیا۔ جس کو اس نے اپنی آئندہ کارروائی کا استر یا خاصہ قرار دیا تھا۔ اس غرض میں جب اسے پوری کامیابی ہو گئی تو اب اس نے معمولی روغن نفت یعنی آتش یونان کی ایک پچکاری ماری۔ اس کے پڑتے ہی برج مشتعل ہو گیا۔ فرنگی گھبرائے اور ادھر فصیل پر سے آتشیں پچکاریاں پیہم برسنے لگیں۔ چند ہی ساعت میں سارے برج پر آتش ہیبت ناک بھڑک رہی تھی۔ فرنگیوں نے بھاگنے اور اترنے کی بے انتہا کوشش کی مگر آگ اس قدر جلد بھڑکی اور پھیلی کہ کسی کو بھاگنے کا موقع نہ ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ برج مع تمام ان لوگوں کے جو اس میں تھے جل کے خاک ہو گیا۔ ساتھ ہی یہ کارروائی دوسرے برجوں پر شروع کر دی گئی۔ مگر پہلے تجربے نے مسیحیوں کو اتنا ہوشیار کر دیا تھا کہ دوسرے دو برجوں پر جیسے ہی یہ روغن برسایا جانے لگا۔ سب آدمی بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ باقیماندہ برج بھی جل کے خاک ہو گئے۔

جس دن ان برجوں کے جلانے کا واقعہ پیش آیا ہے وہ دن مسلمانوں اور فرنگیوں دونوں کی نظروں میں نہایت ہی عجیب اور اہم تھا۔ اور اس عظیم الشان محاصرے کی ساری تاریخ میں کوئی دن اس قدر عجیب نہیں ثابت ہوا تھا جس قدر یہ دن ثابت ہوا۔ اس دمشقی ہوس و شقی پر اب تو زندگی بھر اعتراضات اور نکتہ چینیوں کی بوچھار ہوتی رہی تھی یا آج سارے شہر عکہ میں ہر زن و مرد اور ہر بوڑھے بچے کی زبان پر اسی کا نام تھا۔ اور اس کا نام ایسا عزیز تھا جیسا عزیز کہ اس نازک گھڑی میں شاید کسی کا نام بھی نہ ہوگا۔ سلطان صلاح الدین قلعہ والوں کی ہمدردی دکھانے کے لئے اپنی جان لڑائے دیتا تھا۔ مگر اسکی رحمدلی و دنیا غمی سے بھی ایسی مدد کی امید نہیں کی جا سکتی تھی جیسی کہ اس شخص کے ہاتھ سے ملی۔ لوگ مسلمان تھے ورنہ اس کی قدر کی پرستش کرتے۔

چند روز بعد یہ شخص سلطان صلاح الدین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ صلاح الدین نے اسکی نہایت ہی قدر و منزلت کی۔ اپنی احسان مندی ظاہر کی۔ اور اسے بہت کچھ انعام و اکرام اور علاقہ و جاگیر دینے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے کوئی معاوضہ لینے سے قطعی انکار کیا۔ اور کہا میں نے جو کچھ کیا ہے صرف دین کی خدمت کیلئے اور خالصتاً لوجہ اللہ کیا ہے۔ میں اپنی اس کوشش کا معاوضہ آپ سے نہیں بلکہ خدا سے لوں گا۔

غرض یہ تھا ہمارا وہ چھٹی صدی کا ہوس جس نے قوم کو، مذہب کو اور وطن کو اپنی لیاقت سے فائدہ پہونچایا۔ اور ایک ہمارے آجکل کے ہوس ہیں جنکی فضول محنتوں اور بے نتیجہ کوششوں کی تحریک صرف یہ ہوس ہے کہ سونا اور چاندی بنا لیں۔ اسیطرح اس گلدستہ کے صفحوں پر ہم اپنے ایک قدیم عالم امیہ ابن ابی الصلت کی ٹکنیکل لیاقت کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ بس فرق تھا تو اسقدر کہ اس زمانے میں ایسے کمالات کی قدر سلطنت کرتی ہے اور اصول کے ساتھ کرتی ہے۔ نیز خود دیکھ کر ایسے کمالات سے فائدہ اٹھانے کے اصول معلوم ہو گئے ہیں۔ اور ان دنوں یہ چیز نہ تھی۔ اور یہی سبب تھا کہ گذشتہ عہد میں ان فنون کو ترقی نہ ہو سکی۔ اور جو ایک آدھ صاحب کمال پیدا ہو گیا اس کا کمال اسی کی موت کے ساتھ فنا ہو کے رہ گیا۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر کی پردہ دری

نمبر سوم

گفتۂ نغز اردکسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

صوفی **عبد الحق** غزنوی کے مباہلہ کے بعد اگر غزنوی جرگہ اور اُن کی ذریت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں حق پر تھے تو یقیناً چاہیے تھا کہ یہ سلسلہ نیست و نابود ہو جاتا اور کوئی اس کا نام بھی لینے والا نہ ہوتا مگر کیا **مولوی فاضل صاحب** دیانت داری اور انصاف سے کہنے کا حوصلہ کریں گے ؟ کہ اب غزنوی گروہ اور ان کے ہمخیال اپنے مقاصد اور اغراض میں بامراد رہے اور یہ سلسلہ جو اس وقت محض ایک بیج کی طرح تھا ایک زبردست درخت ہو گیا جسکے سایہ میں آج **تین لاکھ** سے زیادہ سعادتمند آرام پاتے ہیں ۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ **مولوی فاضل** ایڈیٹر کس طرح دنیا کی آنکھ میں دھول ڈالکر دن کو رات بنانا چاہتے ہیں اور **مباہلہ** کے متبیز اور روشن نشان کو ستارے کی بیہودہ سعی کرتے ہیں ۔ **مباہلہ** کا صریح اثر تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ غزنوی گروہ خصوصاً عبد الحق کی قبولیت بڑھ جاتی اور ایک دنیا انکی طرف رجوع کرکے انکی عزت افزا ٹھیرتی مگر آپ خود ایمان سے کہیں کہ اس مباہلہ کے بعد کس قدر عزت اور قبولیت صوفی عبد الحق کو ہوئی ۔

ہاں مجھے اس امر کا اعتراف ہے تو مرت مجھکو بلکہ ایک عالم کو اقرار ہے کہ چند خاص قسم کی عزتیں عبد الحق صاحب کو مباہلہ کے بعد ملیں لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ عبد الحق ایسا نادان نہیں ہے کہ ان عزتوں پر کوئی ناز کرے ۔

مثلاً مباہلہ کے بعد پہلی برکت آپ کو یہ ملی کہ اپنے بھائی کے مرنے کے بعد اسکی بیوہ سے شادی کی اور بدقسمتی سے شیخ چلی کیطرح خیال کرتے تھے کہ اسکے بطن سے بیٹا پیدا ہوگا مگر نہیں معلوم وہ بیٹا کدھر چلا گیا اور صوفی صاحب کو داغ ندامت دے گیا ۔

شاید مولوی فاضل صاحب ہی کو انکی قبولیت اور عزت کا باعث بنتے ہیں ۔ اگر یہ اثر مباہلہ ہے تو بیشک میں مانتا ہوں ۔

دوسرے بالمقابل حضرت حجۃ اللہ پر صوفی عبد الحق اور اس کے اعوان و انصار کی بد دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ نے **دو موعود لڑکے** یعنی جن کی نسبت قبل از وقت پیشگوئی کی گئی تھی پیشگوئیوں کے موافق عطا فرمائے ۔ خصوصاً **پسر چہارم** یعنی صاحبزادہ **مبارک احمد** صاحب کی پیشگوئی تو دوہری پیشگوئی تھی کیونکہ اسمیں یہ بھی ضروری تھا کہ چوتھے لڑکے پیدا ہونے تک عبد الحق بھی زندہ رہے گا ۔ پس عبد الحق پر تو یہ اثر ہوا کہ باوصفیکہ خدا جانے کس محنت و رقت سے بھائی کی **بیوہ سے شادی** کی اور اولاد نرینہ کی پیشگوئی کردی جسکے بجائے مردہ چوہا بھی پیدا نہ ہوا اور ادھر خدا تعالیٰ نے ہر قسم کی ذکور و اناث اولاد عطا فرمائی یہ اثر تو اولاد پر ہوا ہے لیکن مولوی فاضل ایسے دانشمند کے نزدیک یہ امر بھی شاید صوفی عبد الحق ہی کی عزت کا موجب ہوا ہوگا

دوم ۔ اس مباہلہ کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ ایک بھی نشان حضرت اقدس کی تائید میں ظاہر نہ ہوتا مگر خدا تعالیٰ نے نشانات کی کچھ ایسی بارش شروع کی کہ لاانتہا نشانات ظاہر ہونے لگے منجملہ انکے وہ زبردست نشان تھا جو **کسوف خسوف** کی صورت میں ظاہر ہوا ۔ اور حضرت حجۃ اللہ کی مہدویت پر گواہ ٹھیرا ۔ اس سے بڑھ کر آسمانی تائید کیا ہوگی کیا یہ بھی اثر مباہلہ نہ تھا ؟ اور کیا یہ بھی صوفی عبد الحق غزنوی ہی کی عزت افزائی کا موجب تھا ۔

سوم ۔ مباہلہ کے بعد قرآن کریم کے حقائق بیان کا خارق عادت نشان کسکو دیا گیا ؟ کیا عبد الحق کو یا مسیح موعود کو ؟ ذرا اس فہرست کو تو پیش کرو جو عبد الحق یا اس کے امثال نے قرآن کی طرف سے عربی زبان میں قرآن کریم کے حقائق و معارف پر مشتمل کتابیں شائع ہوئی ہیں نہیں تو پھر اپنی ندامت کا خود اندازہ کرو ۔

چہارم ۔ کس کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے بڑھایا اور کسکو منتشر کیا اس کا جواب بھی آپ خود ہی دیدیں

پنجم ۔ کیا یہ اسی مباہلہ کا اثر نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک دنیا کو رجوع کردیا ۔ جنھوں نے لاکھوں روپیہ آپ کے پاک مقاصد کے لیے پیش کیا عبد الحق کو اسکے مقابل کیا ملا ۔ قادیان کے مختلف شعبوں میں جو اس پاک سلسلہ کی خدمت میں جاری ہیں قریباً پانچہزار روپیہ ماہوار خرچ ہو رہا ہے جو سبھی احمدی جماعت کیطرف سے آرہا ہے ۔

غرض ایک دو نہیں صدہا برکات ہیں جو اس مباہلہ کے بعد حجۃ اللہ کو ملی ہیں اور فریق مخالف کو بجز ندامت کے اور کچھ نہیں ملا ۔

میں کم از کم **ایک سو برکت** ظاہر کرنے کو آمادہ ہوں اگر مولوی فاضل نیک نیتی کے ساتھ ماننے کو طیار ہو ۔ مباہلہ کے بعد اللہ نے اپنے مرسل کی عجیب عجیب تائیدیں فرمائی ہیں ۔ اور روز روشن کی طرح اسکی سچائی کو بڑی زبردست پیشگوئیوں کے پورا کرنے سے ظاہر کیا ہے مگر آنکھ کے اندھوں اور دل کے محجوب مخالفوں کو کوئی کیا دکھا سکے ان سب باتوں کو الگ رکھ کر میں مولوی فاضل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ

کیا غزنوی اور ان کے اعوان و انصار یہ چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ اسقدر ترقی کرے ؟

یقیناً ماننا پڑے گا کہ ہرگز نہیں پھر اب یہ ایک **فیکٹ** (امر واقعہ) اور **ثروتہ** (مسلمہ) ہے کہ اس سلسلہ نے ان بارہ سال میں وہ ترقی کی جسکی نظیر دکھانی ناممکن ہے پھر اس سے بڑھ کر اور مباہلہ کا اثر آپ کیا چاہتے ہیں ؟ ٭

رہی یہ بات جسپر آپ کا بہت بڑا زور ہے کہ آتھم کی پیشگوئی پر آپ کی وہ درگت ہوئی کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے دوم فوجداری مقدمہ میں عمر سال تک کرم عدالت میں چار چار گھنٹے حاضری سے ناک میں دم آیا ہزار ہا روپیہ کا ہرجہ خرچ ہوا " اے نادان ! میرا تو یہ خیال تھا کہ مولویت اور اسپر **فضیلت** کی دُم نے تیرے خیالات میں بلند پروازگی اور ذہن میں رسا قوت پیدا کی ہوگی اور مولوی کہلا کر سنن انبیاء سے تو ناواقف نہ ہوگا مگر میرا خیال تیرے اس **استدلال** کو پڑھ کر بدل گیا ہے ۔

سنن انبیاء سے ناواقف کے سوا کون اس قسم کا اعتراض کر سکتا ہے ۔ اگر حضرت مسیح موعود کا فوجداری مقدمہ میں کرم عدالت میں پیش ہونا اور دو دو چار چار گھنٹے کھڑا رہنا ان کی شان رسالت کے منافی ہے تو مولوی فاضل صاحب ! مجھے شبہ ہوتا ہے خود حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نسبت تو آپ کا عقیدہ بہت ہی مبتذل ہو گا جسے آئے دن عدالتوں میں جواب دہی کرنی پڑتی اور آخری نظارہ تو نہایت ہی خطرناک اور قابل رحم تھا کہ ظالم یہودیوں نے اُسکے مُنہ پر تھوکا اور سر پر کانٹوں کا تاج رکھدیا ۔ شاید آپ انھیں نبی تسلیم نہیں کرتے ہونگے ؟

مجھے اندیشہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اپنی قوم کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر نکلے تھے راستہ میں انھوں نے جس قدر تکالیف اُٹھائیں وہ یقیناً آپ کے اس بیہودہ خیال کے موافق انھیں منصب رسالت سے معزول کرنے والی ہوں گی ۔

ایسا ہی حضرت **یوسف علیہ السلام** کا زندان میں رہنا آپ کے نزدیک انکی پاکیزہ لائف پر ایک داغ ہوگا ؟

میں دوسروں کی باتیں کیوں پوچھوں خود حضرت **سید الانبیاء و ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم** کا طائف کے بدمعاشوں اور اوباشوں سے اینٹیں کھانا اور کفار مکہ کے ہاتھوں مشکلات میں مبتلا ہو کر ہجرت کرنا بھی آپ کے نزدیک آپ کی پاک رسالت پر (جو دو اور دو چار کی طرح یقینی اور روشن ہے) داغ ہوگا ؟

مولوی فاضل صاحب ! آپ کی اس واقفیت اور طرز استدلال پر میں ہی نہیں اسلامی دنیا تھوک دیگی جو انبیاء علیہم السلام کی کسر شان کا موجب ہے ۔ یہی وہ راز ہے جو **خدا کے ولی کی مخالفت** کر سلب ایمان ہو جانے کا ہے ۔

دیکھو ! تو نے **خدا کے جری** پر ان مشکلات پر جو ماموریت کی شان کے لازم حال ہیں اعتراض کیا اور تیرے اس اعتراض کا نشانہ کل انبیاء علیہم السلام کی **پاک جماعت** ہوئی افسوس !! اور پھر افسوس !!

مولوی فاضل صاحب ! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کے خون کے دریا بہتے تھے اور خود رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے تو کیا وہ اس سے آپ کی ناکامی (معاذ اللہ) نتیجہ ہو سکتی تھی ؟

اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے تو یقیناً مسلمان کہلا کر وہ سخت گستاخ اور بے ادب ہے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا سارا دن لڑائیوں میں کھڑے رہنا اور صدمات جنگ برداشت کرنا اور صحابہ کے خون بہا دینا آپکی رسالت پر بدنما اثر پیدا نہیں کرتا اور ہرگز نہیں کرتا تو حضرت مسیح موعود کا فوجداری مقدمہ میں دو سال اور دو چار گھنٹے کیا سارا دن کھڑے رہنا بھی آپ کی رسالت پر بدنما اثر پیدا نہیں کرتا بلکہ آپ کی سچائی کا زبردست گواہ ہے کیونکہ مقدمہ کے ذریعہ

٭ اور جو ایمان ہی دہر تو کلمہ سے کہیں ؟ ۔ منافی

٭ شاید یہ چاہتے ہیں کہ وہ ننگوا لو اور مجھے منبر میں اباج ہو جائے اور سامری کیطرح لامساس کہتا پھرے اور لوگ ہر طرف سے دھتکاریں اور دھکے دیں ۔ منافی

ہر قسم کے مخالفوں نے یہاں تک کہ آپ نے بھی ہر قسم کا زور لگایا اور خدا کے موعود سلسلہ کو تباہ کرنا چاہا مگر آخر وہ کامیاب ہوا اور اس طرح کامیاب ہوا جس طرح انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ہاں اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ نے قبل از وقت خبر دی تھی

یہ تو عظیم الشان پیشگوئی اور نشان تھا جو پورا ہوا۔ اور یہی تیرے نزدیک محل اعتراض ہے۔ سچ ہے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است

اگر خدا تعالیٰ کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ قانون اور دستور نہیں تو مولوی فاضل صاحب! کیا قرآن شریف میں اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ بے محل بیان ہوا ہے؟

آپ کے اس طرز استدلال نے آپ کی قرآن دانی۔ حدیث فہمی سب پر پانی پھیر دیا اور معلوم ہوا کہ آپ کورے کے کورے ہیں اور سنن اللہ سے محض نابلد اور ناآشنا ہیں آتھم کی پیشگوئی پر بھی آپ کے اعتراض کی یہی حقیقت ہے۔ میں اس پر مفصل آپ کی علمی پردہ دری الہامات مرزا کے جواب میں ان شاء اللہ تعالیٰ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اسی میں آپ کے کل اعتراضات پر چونکہ مفصل بحث ہوگی۔ یہاں کچھ ضرورت نہیں۔

اب میں انصاف پسند ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ وہ دیانت اور تقویٰ سے بتائیں کہ کیا مولوی فاضل صاحب مباہلہ کے لیے آئے؟ کیا غزنوی عبد الحق کا مباہلہ اسی کے لیے ذلت کا باعث اور ناکامی کا موجب نہیں ٹھیرا؟ اور کیا مولوی ثناء اللہ کے اعتراض مقدمہ سے اس کی علمی پردہ دری نہیں ہوئی؟

اب صرف اس کا قادیان آنا ایک امر ہے جس پر بحث کرنی چاہیے مگر میں اپنے اخبار میں انھیں ایام میں جب وہ یہاں آئے تھے بحث کر چکا ہوں اس لیے اعادہ کی ضرورت نہیں ہاں اس پر بھی مفصل بحث اس کتاب میں کروں گا وباللہ التوفیق

میں کہتا ہوں کہ مباہلہ کے متعلق میں کافی بحث کر چکا ہوں اور ثابت کر چکا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو کجا کوئی بھی مخالف کبھی مباہلہ کے لیے نہیں آیا بلکہ بجز غلام دستگیر کے کسی سے اتنی جرأت بھی نہیں ہو سکی کہ کسی اشتہار کے ذریعہ اتنا ہی شائع کر دیتا کہ

میں مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مہدی مسعود کے مدعی کو کاذب سمجھتا ہوں اور اپنے آپ کو حق پر یقین کرتا ہوں پس اے اللہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے اسے صادق کی زندگی میں اس دنیا سے اٹھا لے پھر صادق کی زندگی اور کاذب کی موت جب کبھی ہوتی تو خود فیصلہ کر دیتی کہ کون سچا ہے۔

جہاں تک میں نے مولوی فاضل صاحب کی تحریروں کو پڑھا ہے میں نے تو کبھی کوئی ایسی تحریر نہیں پڑھی جس شخص کو ایسی عام دعا کی بھی جرأت نہ ہو کہ وہ شائع کر سکے تو اس کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں مباہلہ کے لیے طیار ہو آیا تھا وغیرہ نری لاف و گزاف ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ صاف اور سادے الفاظ میں ایسی دعا کے شائع کرنے کی اب بھی کسی کو جرأت نہیں خواہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہوں یا احمد اللہ صاحب۔

سر دست ایک ہفتہ کے لیے میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے رخصت ہوتا ہوں اور اگلی اشاعت میں ان شاء اللہ العزیز میں ان کے اس نوٹ پر نظر کروں گا جو انھوں نے مقدمات کے متعلق لکھا ہے خدا تعالیٰ انھیں ہدایت دے۔ آمین ✦

ایک لطیف استفتاء اور اسکا جواب

چند روز سے ایک نووارد نوجوان مولوی شمس الدین احمد سید مقبول حسین متوطن حنفی قادری رزاقی بلگرامی دارالامان میں وارد ہیں وہ اپنے وطن بلگرام (جو ایک مشہور اور مردم خیز قصبہ ہے) سے کسی تقریب پر دہلی تشریف لائے تھے وہاں سے آگرہ پہونچے اور میرے مخدوم و مکرم ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ سے ان کی ملاقات ہوئی ڈاکٹر صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک رشد و گوہر ہیں۔ انھوں نے آپ کو قادیان آنے کی تحریک کی چنانچہ سید صاحب امرتسر ہوتے ہوئے اور وہاں کے علماء سے ملتے ملاتے آخر قادیان پہونچے۔

آپ نے چند اختلافی مسائل جزیہ حضرت حکیم الامۃ کے حضور لکھ کر بغرض جواب پیش کیے حضرت ممدوح نے ان مسائل کا جو جواب دیا وہ فائدہ عام کی خاطر ہیں ذیل میں مع اصل سوالات کے چھاپ دیتا ہوں۔ سید صاحب کی یہ محنت الدال علی الخیر کفاعلہ کی مصداق ہے۔

ایسے اجنبی اور سلسلہ سے الگ بہت کم لوگ یہاں آتے ہیں جو یہاں آکر حضرت اقدس یا بزرگان ملت سے استفادہ کرنے کی سعی کریں اور اپنے سفر کو وسعت معلومات اور تبادلۂ خیالات کا صحیح ذریعہ قرار دیں بہر حال وہ دلچسپ خط وکتابت یہ ہے

(ایڈیٹر)

ھو الرزاق الواحد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

ما قولکم رحمہم اللہ تعالے

اندریں مسائل ذیل

(۱) رفع یدین کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس کے واسطے حوالہ کتب احادیث وعبارت درکار ہے۔

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم بالجہر قبل الحمد و دیگر سورۃ کے پڑھنا اور آمین بالجہر کہنا کس حدیث سے ثابت ہے۔

(۳) مقتدیوں کو پنجوقتہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنا چاہیے یا صرف عصر اور ظہر کے وقت اور ہر ایک کے جواز کی صورت میں دلیل درکار ہے۔ اسی طرح سوائے سورۂ فاتحہ کے اور سورۃ بھی بعد سورۂ فاتحہ کے مثل امام کے پنجوقتہ یا صرف ظہر اور عصر کے وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) نماز میں ہاتھ کہاں باندھنا چاہیے

(۵) دعا کو امام کا بالجہر نماز کے اندر مانگنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کیونکر۔

(۶) تکبیر جو نماز کے وقت کہی جاتی ہے اس میں کیا کیا کہنا چاہیے اور کَے کَے مرتبہ۔ اور اس کے لیے بھی حوالہ درکار ہے۔

(۷) خطبہ جمعہ یا عیدین محض عربی میں ہونا چاہیے یا جس زبان میں چاہے پڑھے اور [illegible] اشعار عربی فارسی یا اردو وغیرہ کے پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اور خطبہ میں کیا کیا شرائط ہیں۔

(۸) اذان پنجوقتہ مسجد کے اندر دینا چاہیے یا باہر مسجد کے اور بالخصوص وہ اذان جو خطیب کے خطبہ پڑھنے کے وقت دی جاتی ہے کہاں پر دینا چاہیے۔ ہر حالت میں حوالہ و دلیل درکار ہے۔

(۹) اذان ہونے کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے وہ ہاتھ اٹھا کر مانگنا چاہیے یا بغیر ہاتھ اٹھائے۔

(۱۰) امام کو مسجد میں محراب کے اندر یا کھڑکی کے اندر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کس دلیل سے۔

(۱۱) نماز جمعہ کیا جہاں چار پانچ یا اس سے کچھ کم زائد مسلمان ہوں جائز ہے اور اس واسطے مصر اور غیر مصر کی شرط ثابت بالکتاب والسنۃ ہے یا نہیں اور مصر کی کیا تعریف ہے۔

(۱۲) لباس میں مسلمانوں کو کیا استعمال کرنا چاہیے یا جو لباس چاہے استعمال کرے خواہ وہ کوٹ پتلون انگریزی ہو۔ یا کیا۔

(۱۳) اب کسی خاندان میں مثل قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ کے کسی کا مرید ہونا درست ہے یا نہیں (یعنی سوائے سلسلہ احمدیہ قادیانیہ کے۔)

(۱۴) اب ہندوستان میں کن کن علماء کو عالم سمجھنا چاہیے اور ان کے فتاویٰ پر پابند ہونا چاہیے منجملہ ان کے چند کے نام تحریر فرمائیے (یعنی سوائے ان علماء کے جو سلسلہ احمدیہ قادیانیہ میں داخل ہوگئے ہیں اور دیگر علماء کو ماننا چاہیے یا نہیں خواہ وہ کسی خاندان کے ہوں)

(۱۵) سماع کسی طرح پر جائز ہے یا نہیں۔ اور اس کا مزامیر کے ساتھ سننا کیسا ہے اور مزامیر کے ساتھ سننے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔ اور اس کے واسطے حوالہ و دلیل درکار ہے۔

(۱۶) کسی وظیفہ کا مثل حزب البحر، حزب الاعظم، دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ، دعا سیفی وغیرہ کا پڑھنا کیسا ہے۔

(۱۷) تعویذات جو آیت قرآنی وغیرہ کے ہوں ان کا کچھ اثر ہوتا ہے یا نہیں۔

(۱۸) کسی بزرگ ولی اللہ کے مزار پر جانا کیسا ہے۔